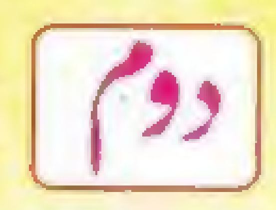
اُصُول التجوید

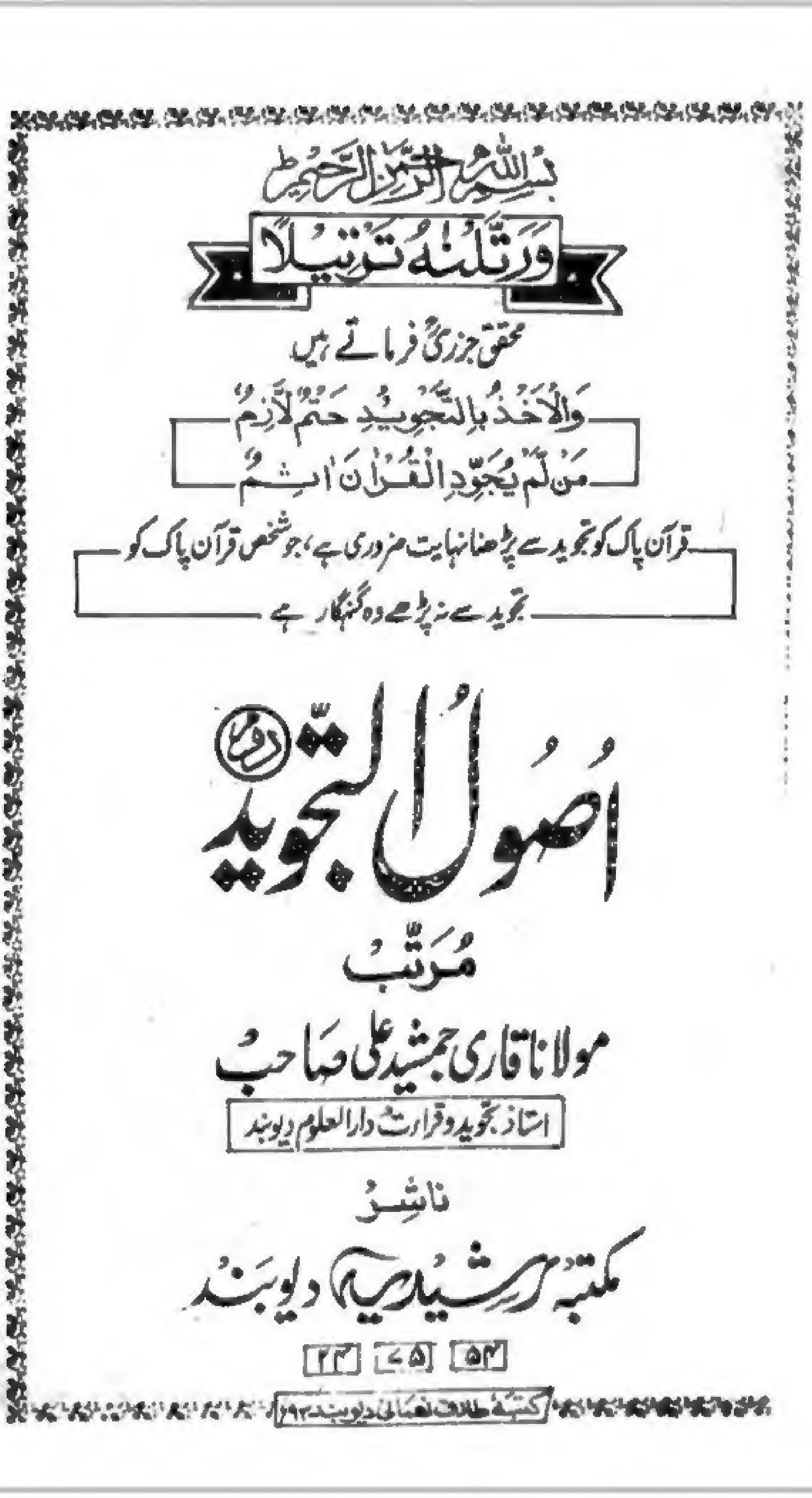


مرتب

مولانا قاری جمشید علی صاحب استاذ تجوید وقرات
دارالعلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ رشیدیہ دیوبند (یوپی)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا

محقق جزریؒ فرماتے ہیں

وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِيْدِ حَتْمٌ لَازِمٌ
مَنْ لَّمْ يُجَوِّدِ الْقُرْاٰنَ اٰثِمٌ

قرآن پاک کو تجوید سے پڑھنا نہایت ضروری ہے، جو شخص قرآن پاک کو تجوید سے نہ پڑھے وہ گنہگار ہے

اصول التجوید (دوم)

مرتب

مولانا قاری جمشید علی صاحب

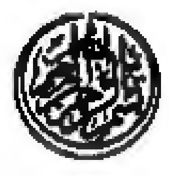
استاذ تجوید وقرات دارالعلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ رشیدیہ دیوبند

۵۴ ۷۵ ۲۳

کتبہ طلاقت نعمانی دیوبند ۹۲



پیش لفظ

اب سے تقریباً گیارہ سال پہلے احقر نے تجوید کے بعض ضروری مسائل کو استاذ محترم مولانا قاری حفظ الرحمن صاحبؒ کے جامع اور مختصر الفاظ میں مرتب کر کے اصول التجوید کے نام سے طبع کیا تھا ـــ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے اس مختصر رسالہ کو قبولِ عام عطا فرمایا اور کتنے ہی مدارس میں اس کو داخلِ نصاب کیا گیا۔

بعض احباب نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اگر اس رسالے میں صفاتِ لازمہ آجائیں تو اس کی افادیت بڑھ جائے گی اور اس کی خوبیوں میں اضافہ ہو جائے گا ـــ احقر کے دل میں بھی کئی سال سے یہ داعیہ تھا کہ باقی مسائل کو بھی اسی طرح مختصر اور جامع الفاظ میں جمع کر دیا جائے تاکہ طلبار، تجوید کے تمام مسائل کو آسانی سے سمجھ سکیں اور یاد کر سکیں

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے اپنی کتاب کے خدمت گاروں کی فہرست میں احقر کا نام شامل فرمانے کے لیے اس خدمت کی بھی توفیق عطا فرمائی ـــ اور اسکی پاک ذات سے اجر و ثواب کی امید رکھتے ہوئے اب اسکی اشاعت کی جا رہی ہے۔

اس کا نام اصول التجوید دوم تجویز کیا گیا ہے اور اسی لیے پہلے رسالے کے ساتھ اول کا اضافہ کیا گیا ہے۔

بلا شبہ یہ قرآن ہی کا اعجاز ہے کہ مجھ جیسے بے علم اور ناکارہ کو بھی اس مبارک خدمت کی توفیق میسر آئی ـــ دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اپنے فضل و کرم سے اسے بھی طالبین تجوید کے لیے نفع بخش بنائے اور قرآن پاک کی اس خدمت کو قبول فرما کر میرے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے

آمین

جمشید علی قاسمی عفا اللہ عنہ
مدرس تجوید و قراءت دارالعلوم دیوبند
۲ صفر ۱۴۱۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد!

مقدمہ علمِ تجوید

کسی علم کو شروع کرنے سے پہلے جن چیزوں کا جاننا ضروری ہے انکو مقدمہ کہتے ہیں

تجوید کے معنی :۔۔۔ عمدہ کرنا ، اچھا کرنا

تجوید کی تعریف :۔۔۔ ہر حرف کو اپنے مخرج سے تمام صفات کیساتھ ادا کرنا۔

تجوید کا موضوع :۔۔۔ قرآن پاک کے حروف تہجی (ا ، ب ، ت ، ث ، وغیرہ)

تجوید کی غرض :۔۔۔ قرآنِ پاک کو صحیح پڑھنا۔

تجوید کا فائدہ :۔۔۔ دونوں جہاں میں کامیابی حاصل کرنا۔

تجوید کا ماخذ :۔۔۔ یہ علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔

تجوید کے ارکان :۔۔۔ تجوید کے چار رکن ہیں۔

(۱) حرفوں کے مخارج کا جاننا (۲) حرفوں کی صفات کا پہچاننا۔

(۳) مل کر آنے کی صورت میں حرفوں کے قواعد کا جاننا (۴) ماہر استاذ سے سیکھنا اور زبان سے مشق کرنا۔

فَائِدَہ

امام حفصؒ کے دو طریق مشہور ہیں "شاطبی اور جزری"

ہم امام حفصؒ کی روایت بطریق شاطبیؒ پڑھتے ہیں۔

لحن کا بیان

لحن کے معنی :۔ ——— غلطی کرنا

لحن کی تعریف :۔ ——— تجوید کے خلاف قرآن پڑھنا یا غلط پڑھنا

لحن کی دو قسمیں ہیں :۔ ——— لحنِ جلی[1] ——— لحنِ خفی

لحنِ جلی ۔ وہ غلطی ہے جس سے لفظ بدل جائے معنی بدلیں یا نہ بدلیں۔

لحنِ جلی کی چار صورتیں ہیں

① ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل دینا جیسے اَلْحَمْدُ کو اَلْهَمْدُ پڑھ دینا

② کسی حرف کو بڑھا دینا جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کو اَلْحَمْدُوْ لِلّٰهِيْ پڑھ دینا۔

③ کسی حرف کو گھٹا دینا جیسے لَمْ يُوْلَدْ کو لَمْ يُلَدْ پڑھ دینا۔

④ زبر، زیر، پیش، جزم میں سے ایک کو دوسرے کی جگہ پڑھ دینا جیسے اِيَّاكَ کو اِيَّاكِ، اِهْدِنَا کو اَهْدِنَا، اَنْعَمْتَ کو اَنْعَمْتُ، جَمَعَ کو جَمْعَ اور فَعَلْنَا کو فَعَلْنَا پڑھ دینا۔

لحنِ خفی ۔ وہ غلطی ہے جس سے لفظ تو نہ بدلے البتہ حرفوں کے حسین ہونے کے[2] جو قاعدے مقرر ہیں ان کے خلاف ہو جائے جیسے اخفار کی جگہ اظہار، اظہار کی جگہ اخفار، پُر کی جگہ باریک، باریک کی جگہ پُر، اور طول کو توسط کی جگہ قصر اور قصر کی جگہ طول

---

[1] لحن جلی کے معنی ہیں کھلی اور ظاہر غلطی ۔ کیونکہ اس قسم کی غلطی کو ہر شخص سمجھ جاتا ہے خواہ وہ قاری ہو یا نہ ہو ۔ لحن خفی کے معنی پوشیدہ اور ہلکی غلطی ۔ کیوں کہ اس قسم کی غلطی کو ہر آدمی نہیں سمجھ پاتا ۔ صرف قاری سمجھ سکتا ہے ۔ تنبیہ :۔ لحنِ خفی کو چھوٹی اور ہلکی غلطی سمجھ کر اس کی طرف سے لاپرواہی برتنا بڑی غلطی ہے۔ [2] حرفوں کے حسین ہونے کے قاعدوں سے مراد صفاتِ عارضہ ہیں۔ ۱۲ منہ

توسط اور معروف حرکت کو مجہول پڑھنا۔

حکم: لحنِ جلی کے ساتھ قرآن پاک پڑھنا اور سننا دونوں حرام ہے اور لحن خفی کے ساتھ پڑھنا، سننا، مکروہ ہے۔

اعوذ باللہ اور بسم اللہ کا بیان

پہلے حصہ اول سے اس بیان کو یاد کیا جائے

اگر قرآنِ پاک کسی سورت سے پڑھنا شروع کرے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنے کی چار صورتیں ہیں۔

① **فصلِ کل:** یعنی الرَّجِیْم اور الرَّحِیْم دونوں پر وقف کرنا ــــ اس کو قِفْ[1] قِفْ بھی کہتے ہیں۔

② **وصلِ کل:** یعنی الرَّجِیْم کو بسم اللہ سے اور الرَّحِیْم کو سورت سے ملا کر پڑھنا ــــ اس کو "صِلْ[2] وَصِلْ" بھی کہتے ہیں۔

③ **فصلِ اوّل وصلِ ثانی:** یعنی الرَّجِیْم پر وقف کرنا اور الرَّحِیْم کو سورت سے ملا کر پڑھنا ــــ اس کو "قِفْ وَصِلْ" بھی کہتے ہیں۔

④ **وصلِ اوّل فصلِ ثانی:** یعنی الرَّجِیْم پر وصل کرنا اور الرَّحِیْم پر وقف۔ اس کو "صِلْ وقِفْ" بھی کہتے ہیں۔

اس حالت میں چاروں صورتیں جائز ہیں، مگر بہتر "فصلِ اوّل وصلِ ثانی" ہے۔ لیکن سورۂ محمد کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ کا سورت سے فصل بہتر ہے۔

تنبیہ: لیکن اگر سورۂ براءت سے پڑھنا شروع کرے تو اس وقت صرف

---

[1] قِفْ کے معنی ہیں ٹھہرو۔ [2] صِلْ کے معنی ہیں وصل کرو۔

دو ہی صورتیں نکلتی ہیں اور دونوں جائز ہیں۔ وصل اور فصل۔

اور اگر کسی سورت کے درمیان سے پڑھنا شروع کرے اور اَعُوْذُ کے ساتھ بِسْمِ اللّٰہ بھی پڑھے تو وہاں بھی چار صورتیں نکلتی ہیں جن میں سے صرف دو صورتیں جائز ہیں "فصل کل اور وصل اوّل فصلِ ثانی" اور دو صورتیں یعنی وصل کل اور فصلِ اوّل وصلِ ثانی جائز نہیں۔

اور اگر اَعُوْذُ کے ساتھ بِسْمِ اللّٰہ نہ پڑھے تو اس وقت صرف دو ہی صورتیں نکلتی ہیں اور دونوں جائز ہیں۔

① **فصل :** یعنی اَلرَّحِیْم پر وقف کرکے آیت کو دوسرے سانس میں شروع کرنا

② **وصل :** یعنی اَلرَّحِیْم کو آیت سے ملانا ـــــ مگر اس کے لیے شرط یہ ہے کہ آیت کے شروع میں نہ تو اللہ تعالیٰ کے پاک ناموں میں سے کوئی نام ہو جیسے اَللّٰہ اَلرَّحْمٰنُ[ا] وغیرہ۔ اور نہ ایسا لفظ ہو جس سے اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کی طرف اشارہ ہوتا ہو جیسے اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ میں اَلَّذِیْ اور لَہُ الْمُلْکُ اور اِلَیْہِ یُرَدُّ میں لَہٗ اور اِلَیْہِ وغیرہ۔

اور اگر پڑھتے پڑھتے کوئی سورت بیچ میں شروع ہو گئی تو اس حالت میں بھی چار صورتیں نکلتی ہیں۔

① **فصلِ کل :** یعنی سورۃ کے آخر اور اَلرَّحِیْم دونوں پر وقف کرنا۔

② **وصلِ کل :** یعنی سورۃ کے آخر کو بِسْمِ اللّٰہ سے اور اَلرَّحِیْم کو سورۃ سے ملا کر پڑھنا۔

[ا] کیونکہ اگر اَلرَّحِیْم کا اَلرَّحْمٰن سے وصل ہوگا تو غیر مناسب معنیٰ کا وہم لازم آئے گا یعنی یہ کہ اَلرَّجِیْم کی طرح اَلرَّحْمٰن بھی شیطان مردود کی صفت ہے (نعوذ باللہ) ایسے ہی لَہُ الْمُلْکُ اور اِلَیْہِ یُرَدُّ وغیرہ کو سمجھ لینا چاہیے۔ اور لفظ اَللّٰہ سے وصل کی صورت میں اگرچہ یہ وہم نہیں ہوتا کیونکہ لفظ اَللّٰہ باری تعالیٰ ہی کے لیے خاص ہے مگر بے ادبی لازم آئے گی اس لیے اس میں بھی وصل جائز نہیں ۱۲ منہ

③ فصلِ اول وصلِ ثانی ، یعنی سورۃ کے آخر پر وقف اور الرَّحِیْم کو سورۃ سے ملا کر پڑھنا۔
④ وصلِ اول فصلِ ثانی : یعنی سورۃ کے آخر پر وصل اور الرَّحِیْم پر وقف کرنا

ان میں سے پہلی تین صورتیں جائز ہیں جن میں سے "فصلِ اول وصلِ ثانی" بہتر ہے اور چوتھی صورت جائز نہیں۔

لیکن اگر پڑھتے پڑھتے سورۂ برارت شروع ہو جائے تو وہاں یہ تین صورتیں جائز نہیں۔ بلکہ وہاں دوسری تین صورتیں ہوں گی وقف، وصل، سکتہ، جس پر جی چاہے عمل کرے مگر وقف بہتر ہے۔

فائدہ : اَعُوْذُ بِاللّٰہ اور بِسْمِ اللّٰہ کو چاہے آہستہ پڑھے یا بلند آواز سے مگر بہتر یہ ہے کہ قرارت کے تابع رہے ــــ یعنی اگر قرارت آہستہ سے ہو تو انھیں بھی آہستہ سے پڑھیں اور اگر قرارت بلند آواز سے ہو تو یہ بھی بلند آواز سے پڑھی جائیں۔ البتہ نماز کی حالت میں یہ آہستہ ہی پڑھی جائیں گی۔

مسئلۂ تراویح : امام عاصمؒ جن کی روایتِ حفص تمام دنیا میں پڑھی جاتی ہے انہوں نے ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ سے نقل کی ہے۔ اس لیے ان کے نزدیک ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔ اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک بسم اللہ قرآن پاک کا جز ہے اور صرف ایک آیت ہے۔ ہر سورت کا جز نہیں ہے۔ اسلیے ان کے نزدیک کسی ایک سورت کے شروع میں بسم اللہ پڑھ لینا کافی ہے۔ تراویح میں امام کو کسی ایک سورت کے شروع میں بسم اللہ بلند آواز سے ضرور پڑھنی چاہیے۔ تاکہ مقتدیوں کا قرآن پاک بھی پورا ہو جائے ــــ لیکن اگر کوئی تراویح میں روایت کو پورا کرنے کے شوق میں ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ بلند آواز سے پڑھے تو اس کوئی بات سمجھ کر جھگڑا پیدا کرنا مناسب نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص۳۸)

تنبیہ : بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنے کے لیے ہمیشہ ایک ہی سورت کا متعین کر لینا علماء کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔

حروف اور مخارج

حروف: حرف کی جمع ہے۔ حرف کے معنیٰ لغت میں طرف اور کنارہ۔
اصطلاحی معنیٰ: انسان کی اس آواز کا نام ہے جو ایک خاص انداز[1] سے کسی متعین یا غیر متعین مخرج پر ٹھیرے۔

حروف کی دو قسمیں ہیں: ـــــــ اصلی ، فرعی۔

حروفِ اصلی: وہ حروف ہیں جو صرف اپنے مخرج سے نکلیں۔
حروفِ فرعی: وہ حروف ہیں جو دو اصلی حرفوں کے مخرج کے درمیان سے نکلیں
مخارج: مخرج کی جمع ہے۔ مخرج کے معنیٰ ہیں نکلنے کی جگہ۔
اصطلاح میں: جس جگہ سے کوئی حرف نکلتا ہے اس کو مخرج کہتے ہیں۔

مخرج کی شروع میں دو قسمیں ہیں، مخرجِ محقق مخرجِ مقدّر
مخرجِ محقق: حلق، زبان، اور دونوں ہونٹوں کے اس متعین جز کا نام ہے جس پر حرف کی آواز ٹھیرتی ہوئی محسوس ہو۔
مخرجِ مقدّر: وہ ہے جس میں حرف کی آواز کسی متعین جگہ پر ٹھیرتی ہوئی محسوس نہ ہو۔

مخرجِ محقق تین ہیں: حلق ـــ زبان ـــ ہونٹ اور
مخرجِ مقدر دو ـــــــ جوف اور خیشوم۔

---

[1] جیسے بلندی، پستی، سختی، نرمی، پُر اور باریک ہونا وغیرہ۔

پھر مخرجِ محقق اور مخرجِ مقدر دونوں کی دُو قسمیں ہیں۔

مخارجِ کُلّی۔ مخارجِ جُزوی

مخارجِ کُلّی:۔ وہ بڑے بڑے مخرج ہیں جن میں چند چھوٹے چھوٹے مخرج ہوں۔ ایسے مخرج پانچ ہیں: حلق، زبان، ہونٹ، جوف، خیشوم

مخارجِ جزوی:۔ وہ چھوٹے چھوٹے مخرج ہیں جن سے ایک یا ایک سے زیادہ حروف نکلتے ہوں۔

مخارجِ جزوی کی تعداد میں قاریوں کا اختلاف ہے اور اس میں تین قول ہیں:

① سترہ ۱۷: یہ خلیل ابن احمد کا مذہب ہے، یہی پسندیدہ ہے۔

② سولہ ۱۶: یہ سیبویہ کا مذہب ہے۔

③ چودہ ۱۴: یہ فراء کا مذہب ہے۔

کل حروف انتیس ہیں اور انتیس حروف کے لیے صحیح قول کے موافق سترہ ۱۷ مخرج ہیں۔

① جوفِ دھن، یعنی منہ کا خلا۔ اس سے الف، و مدہ، ی مدہ نکلتے ہیں۔ ان تینوں حرفوں کو مدہ، ہوائیہ، جوفیہ کہتے ہیں۔

② اقصائے حلق یعنی حلق کا آخری سینے کی طرف والا حصہ۔ اس سے ء، ہ نکلتے ہیں۔

③ وسطِ حلق: یعنی حلق کا درمیانی حصہ۔ اس سے عَ، حَ نکلتے ہیں۔

④ ادنائے حلق: یعنی حلق کا منہ کی طرف والا حصہ۔ اس سے غَ، خَ نکلتے ہیں۔
ان چھ حرفوں کو "حروفِ حلقیہ" کہتے ہیں۔

⑤ زبان کی جڑ اور اس کے مقابل اوپر کا تالو۔ اس سے قَ نکلتا ہے۔

⑥ زبان کی جڑ سے کچھ اوپر کا حصہ اور اس کے مقابل اوپر کا تالو اس سے

ث نکلتا ہے ــــ ان دونوں حرفوں کو "لَہَوِیَّہ" اور "لہاتیہ" کہتے ہیں۔

⑦ زبان کا بیچ اور اس کے مقابل اوپر کا تالو۔ اس سے جَ، شَ، یَ متحرک ولین نکلتے ہیں ــــ ان تینوں حرفوں کو "شَجَرِیَّہ" کہتے ہیں۔

⑧ زبان کی کروٹ اور اوپر کے ڈاڑھوں کی جڑ۔ اس سے ضَ نکلتا ہے۔ اس کو "حافیہ" کہتے ہیں۔ یہ خالص عربی زبان کا سب سے مشکل حرف ہے اس لیے اس کی صحیح ادائیگی کے لیے پوری توجہ سے مشق کی ضرورت ہے، اس کو بائیں طرف سے نکالنا کچھ آسان ہے، داہنی طرف سے نکالنا مشکل ہے اور دونوں طرف سے ایک ساتھ نکالنا بہت مشکل ہے۔

⑨ زبان کا کنارہ ایک ضاحک سے لے کر دوسرے ضاحک تک اور اوپر کے دانتوں کے مسوڑھے، اس سے لَ نکلتا ہے۔

⑩ زبان کا کنارہ ایک ناب سے لے کر دوسرے ناب تک اور اوپر کے دانتوں کے مسوڑھے اس سے نَ نکلتا ہے۔

⑪ زبان کا کنارہ اور کچھ زبان کی پشت جب کہ ملے ثنایا علیا اور رباعی کے مسوڑھوں سے اس سے رَ نکلتا ہے۔

لَ، نَ، رَ تینوں کو "طَرَفِیَّہ اور ذَلَقِیَّہ" کہتے ہیں۔

⑫ زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑ۔ اس سے تَ۔ دَ۔ طَ نکلتے ہیں۔ ان تینوں حرفوں کو "نِطَعِیَّہ" کہتے ہیں۔

⑬ زبان کی نوک اور ثنایا علیا کا کنارہ اس سے ثَ۔ ذَ۔ ظَ نکلتے ہیں۔ ان تینوں حرفوں کو لِثَوِیَّہ کہتے ہیں۔

⑭ زبان کی نوک اور ثنایا سفلےٰ کا کنارہ اور کچھ اتصال ثنایا علیا سے۔ اس سے زَ۔ سَ۔ صَ نکلتے ہیں۔ ان تینوں حرفوں کو "صَفِیرِیَّہ اور اَسَلِیَّہ"

کہتے ہیں۔

⑮ ثنایا علیا کا کنارہ اور نیچے کے ہونٹ کی تری والا حصہ اس سے ف نکلتا ہے۔

⑯ دونوں ہونٹ ــــ اس سے ب، مٓ، وٓ متحرک ولین نکلتے ہیں۔ مگر ان تینوں میں یہ فرق ہے کہ ــ ب دونوں ہونٹوں کی تری سے نکلتا ہے، اس لیے اسے "بحری" کہتے ہیں اور مٓ دونوں ہونٹوں کی خشکی سے ادا ہوتا ہے اس لیے اس کو "برّی" کہتے ہیں۔ اور وٓ متحرک ولین دونوں ہونٹوں کے ناتمام ملنے سے ادا ہوتا ہے۔

ف۔ ب۔ م۔ وٓ متحرک ولین، ان چاروں کو "شفویہ اور ــــ شفہیہ" کہتے ہیں۔

⑰ خیشوم یعنی ناک کا بانسہ۔ اس سے حروف غنہ نکلتے ہیں۔ حروف غنّہ کا بیان تم حصہ اوّل میں پڑھ چکے ہو۔

فائدہ: یہ سترہ مخرج خلیل کے نزدیک ہوئے۔ جوف میں ایک۔ ہونٹ میں دو۔ زبان میں دس۔ حلق میں تین۔ خیشوم میں ایک۔

سیبویہ جوف دہن کو مخرج نہیں مانتے۔ انہوں نے الف کو ء، ہ کے ساتھ، و مدہ کو و غیر مدہ کے ساتھ اور ی مدہ کو ی غیر مدہ کے ساتھ شامل کیا ہے۔ اس لیے سترہ میں سے ایک کم ہو کر سولہ رہ گئے۔

فراء بھی جوف دہن کو مخرج نہیں مانتے۔ اور ل، ن، ر تینوں کا مخرج ایک بتاتے ہیں یعنی زبان کا کنارہ اور دانتوں کی جڑ۔ پس تین مخرج کم ہو کر چودہ ــ رہ جاتے ہیں۔ ہونٹ میں دو، زبان میں آٹھ، حلق میں تین، خیشوم میں ایک۔

حروف کے القاب

خلیل ابن احمد کے نزدیک حروف کے دس القاب ہیں۔

① مَدّہ ، ہوائیّہ اور جوفیّہ — مدّہ : اس لیے کہ ان پر مد بھی ہوتا ہے۔ ہوائیّہ اس لیے کہ یہ ہوا پر ختم ہوتے ہیں۔ جوفیہ اس لیے کہ یہ منہ کے خالی حصے سے ادا ہوتے ہیں،

② حَلْقِیّہ — اس لیے کہ یہ حلق سے ادا ہوتے ہیں۔

③ لہویّہ اور لہاتیّہ — لہاۃ کے دو معنی ہیں (۱) کوا (۲) زبان کی جڑ۔ کیونکہ یہ کوّے کے متصل زبان کی جڑ سے ادا ہوتے ہیں۔

④ شَجْرِیّہ — اس لیے کہ یہ منہ کے درمیان سے نکلتے ہیں، شجر کے معنی ہیں منہ کے درمیان کے۔

⑤ حَافِیّہ — اس لیے، کہ یہ زبان کی کروٹ سے ادا ہوتا ہے حافہ کے معنی ہیں کروٹ،

⑥ طَرَفِیّہ اور ذَلقِیّہ — اس لیے، کہ یہ زبان کے کنارے سے ادا ہوتے ہیں۔ طرف اور ذَلق کے معنی ہیں کنارہ۔

⑦ نِطَعِیّہ — اس لیے کہ یہ تالو کے کھردرے حصے کے پاس سے ادا ہوتے ہیں۔ نِطَع کے معنی ہیں تالو کا کھردرا حصہ۔

⑧ لِثَوِيَّهْ: اس لیے کہ یہ مسوڑھوں کے قریب سے ادا ہوتے ہیں۔ لِثَّہْ کے معنٰی ہیں مسوڑہ۔

⑨ صَفِيْرِيَّهْ اور اَسَلِيَّهْ: اس لیے کہ ان کے ادا کرتے وقت ایک تیز آواز سیٹی کی طرح نکلتی ہے۔ صفیر کے معنٰی ہیں سیٹی۔ اس لیے کہ یہ زبان کی نوک سے ادا ہوتے ہیں اَسَلَہ کے معنی ہیں زبان کی نوک۔

⑩ شَفَوِيَّهْ اور شَفَهِيَّهْ: اس لیے کہ یہ ہونٹ سے نکلتے ہیں۔ شَفَہْ کے معنٰی ہیں ہونٹ۔

حروفِ فرعی

امام حفصؒ کی روایت میں حروفِ فرعی پانچ ہیں۔

① هَمْزَهْ مُسَهَّلَهْ: یعنی وہ ہمزہ جس کو تسہیل اور نرمی سے پڑھا گیا ہو۔ جیسے ءَاَعْجَمِيٌّ

② اَلِفْ مُمَالَهْ: یعنی وہ الف جس میں امالہ کیا گیا ہو جیسے مَجْرٖىهَا

③ اَلِفْ مُفَخَّمَهْ: یعنی وہ الف جو پُر پڑھا جاتا ہے جیسے قَالَ

④ لَامِ مُفَخَّمَهْ: یعنی وہ لام جو پُر پڑھا جاتا ہے جیسے هُوَاللّٰهُ

⑤ اخفاء یا ادغام ناقص والا نون اور میم جیسے مِنْكُمْ، مَنْ يَّعْمَلْ، اَمْ بِهٖ

تنبیہ: تمام حروفِ فرعی کے مخارج وہی ہیں جو حروفِ اصلی کے بیان میں آچکے ہیں۔ البتہ اخفاء یا ادغام ناقص والے نون اور میم کا مخرج حروفِ اصلی کے نون اور میم کے مخرج سے جدا ہے اسی لیے اس کا الگ مخرج بیان کیا گیا۔ خیشوم۔



صفات کا بیان

> محققین فرماتے ہیں کہ مخارج ترازو کی طرح ہیں اور صفات کسوٹی کی طرح اس لیے مخارج کے بعد صفات کا جاننا ضروری ہے

صفات: صفت کی جمع ہے۔ لغت میں کسی شئی کی حالت کو صفت کہتے ہیں۔

صفت کی تعریف: مخرج سے ادا ہوتے وقت حرف کی آواز میں جو کیفیت یا حالت پیدا ہوتی ہے، اس کو صفت کہتے ہیں۔ جیسے بلندی، پستی سختی، نرمی، پُر، اور باریک ہونا وغیرہ۔

صفات کی دو قسمیں ہیں: (۱) صفاتِ لازمہ (۲) صفات عارضہ

صفاتِ لازمہ: وہ صفات ہیں جو حرف میں ہمیشہ پائی جائیں۔ اگر وہ ادا نہ ہوں تو وہ حرف ہی نہ رہے[۱]۔ ایسی صفات کو ذاتیہ۔ مُقوِمہ، مُمَیِّزہ[۲] بھی کہتے ہیں۔

صفاتِ عارضہ: وہ صفات ہیں جو حرف میں ہمیشہ نہ پائی جائیں۔ اگر وہ ادا نہ ہوں تو حرف تو ہی رہے مگر اس کا حسن و زینت ختم ہو جائے، ایسی صفات[۳] کو

---

۱ حرف ہی نہ رہے اس کے تین مطلب ہیں ۱۔ دوسرا حرف ہو جائے جیسے ط میں صفت استعلاء و اطباق کے ادا نہ ہونے سے ت ہو جائے گی (۲) حرف میں کمی آجائے، جیسے قلقلہ نہیں کیا یا غ میں صفت استعلاء ادا نہ کی (۳) کوئی حرف نہ رہے جیسے دال ذال ہو جائے۔ ۲ ذاتیہ، مقومہ کے معنی ہیں جز کے یعنی یہ صفات حرف کا جز ہیں؛ ممیزہ کے معنی جدا کرنے والی ـــــ یعنی یہ ایک مخرج والے حرفوں میں جدائی کرنے والی ہیں۔

۳ محسنہ، مزینہ، محلیہ تینوں کے معنی ہیں حرفوں کو خوب صورت بنانے والی صفات۔ ۱۲ منہ

مُحَنَّسَۃٌ ۔ مُزَیَّنَۃٌ ۔ مُحَلِّیَۃٌ بھی کہتے ہیں۔

صفاتِ لازمہ سترہ۱۷ ہیں اور ان کی پھر دو۲ قسمیں ہیں

① صفاتِ متضادہ ② صفاتِ غیر متضادہ

صفاتِ متضادہ ۔ وہ صفات ہیں جن کی قاریوں کے یہاں کوئی دوسری صفت ضد ہو۔

صفاتِ غیر متضادہ: وہ صفات ہیں جنکی قاریوں کے یہاں کوئی دوسری صفت ضد نہ ہو۔

صفاتِ متضادہ دس ہیں، جن کے پانچ جوڑے ہیں۔ ہر جوڑے میں ایک صفت دوسرے کی ضد ہے۔

ہمس	جہر	شدت	رخوت، توسط	استعلاء
استفال	اطباق	انفتاح	اذلاق	اصمات

ان دس صفات سے کوئی حرف بچا ہوا نہیں۔ ہر جوڑے میں سے کوئی ایک صفت ہر حرف میں ضرور آتی ہے۔ اور دونوں صفتیں مل کر سب حرفوں کو شامل ہو جاتی ہیں۔ پس صفاتِ متضادہ میں سے ہر حرف میں پانچ صفتوں کا ہونا ضروری ہے۔

صفاتِ غیر متضادہ سات ہیں؛ صفیر۱۔ قلقلہ۲۔ لین۳۔ انحراف۴۔ تکرار۵۔ تفشی۶۔ استطالت۷۔

صفاتِ غیر متضادہ سب حرفوں میں نہیں پائی جاتیں۔ صرف چودہ۱۴ حرفوں میں پائی جاتی ہیں۔ جن کا مجموعہ زَسَصَ وَیَ رَ شَضَ قُطُبُ جَدٍّ ہے۔

صفاتِ غیر متضادہ میں سے دو صفتوں سے زیادہ کسی حرف میں نہیں پائی جا سکتیں۔

صفاتِ متضادہ

① ہمس: کے معنی پست آواز، جن حرفوں میں یہ صفت پائی

جائے ان کو مَہْمُوْسَہ کہتے ہیں

اصطلاحی معنیٰ[1] :۔۔ ان حرفوں کے اداکرتے وقت آواز مخرج میں ایسی کمزوری کے ساتھ ٹھہرے کہ سانس جاری رہے اور آواز میں ایک قسم کی پستی ہو جیسے یَلْہَثُ کی ثا میں۔ ایسے حروف دس ہیں، جن کا مجموعہ فَحَثَّہٗ شَخْصٌ سَکَتَ ہے۔

② جہر:۔۔ کے معنی بلند آواز، جن حرفوں میں یہ صفت پائی جائے ان کو مَجْہُوْرَہ کہتے ہیں۔

اصطلاحی معنی:۔ ان حرفوں کے اداکرتے وقت آواز مخرج میں ایسی قوت کے ساتھ ٹھہرے کہ سانس بند ہوجائے اور آواز میں ایک قسم کی بلندی ہو، جیسے مُؤْمِنٌ کے ہمزہ میں۔ حروف مہموسہ کے علاوہ باقی حروف مجہورہ ہیں۔ اور جہر و ہمس دونوں صفتیں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

③ شِدّت:۔۔ کے معنی سختی۔ جن حرفوں میں یہ صفت پائی جائے ان کو شَدِیْدَہ کہتے ہیں۔

اصطلاحی معنی:۔ ان حرفوں کے اداکرتے وقت آواز مخرج میں ایسی سختی کے ساتھ ٹھہرے کہ آواز ہی بند ہوجائے اور آواز میں ایک قسم کی سختی ہو جیسے اَحَدْ کی دال میں۔ ایسے حروف آٹھ ہیں جن کا مجموعہ اَجِدُ قَطٍ بَکَتْ ہے۔

④ رَخوت:۔۔ کے معنی نرمی، جن حرفوں میں یہ صفت پائی جائے ان کو رِخْوَہ کہتے ہیں۔

اصطلاحی معنی:۔۔ ان حرفوں کے اداکرتے وقت آواز مخرج میں

---

[1] اصطلاحی معنی یعنی قراء کے یہاں کیا معنی ہیں؟

ایسی نرمی کے ساتھ ٹھیرے کہ آواز جاری رہے اور آواز میں ایک قسم کی نرمی ہو۔ جیسے قُرَیْشٍ کے شٍ میں۔ حروف شدیدہ اور متوسط کے علاوہ باقی حروف رِخْوَہْ ہیں، ہمس اور جہر کی طرح شدت اور رخوۃ بھی ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

توسُّط: کے معنیٰ بیچ میں ہونا جن حرفوں میں یہ صفت پائی جائے ان کو مُتَوَسِّطَہْ اور بَیْنِیَہْ کہتے ہیں۔

اصطلاحی معنیٰ:۔ ان حرفوں کے ادا کرتے وقت آواز کا کچھ بند اور کچھ جاری ہونا۔ جیسے ھَلْ کے لام میں کہ نہ تو آواز فَجّ کے جیم کی طرح بالکل بند ہوتی ہے اور نہ عَشْ کے شْ کی طرح خوب جاری۔ ایسے حروف پانچ ہیں۔ جن کا مجموعہ لِنْ عُمَرْ ہے

تنبیہ: صفتِ توسط کوئی مستقل صفت نہیں ہے کیونکہ اس میں کچھ شدت ہوتی ہے اور کچھ رخوت اسی لیے اس کا شمار بھی ان دس میں نہیں ہے۔

صفتِ توسُّط، شدت اور رخوت دونوں کی ضد ہے۔ اور یہ دونوں توسط کی ضد ہیں۔ پس شدت، رخوۃ، توسُّط تینوں میں سے ہر حرف میں ایک ہی صفت پائی جائے گی۔ اور کسی ایک کے پائے جانے سے باقی دو کا نہ پایا جانا ضروری ہوگا۔

⑤ **استعلاء:** کے معنیٰ بلند ہونا۔ جن حرفوں میں یہ صفت پائی جائے ان کو مُسْتَعْلِیَہ کہتے ہیں۔

اصطلاحی معنیٰ:۔ ان حرفوں کے ادا کرتے وقت زبان کی جڑ کے اکثر حصہ کا تالو کی طرف اٹھ جانا، جس کی وجہ سے یہ حروف موٹے ہو جاتے ہیں۔

جیسے خَلَقَ کے خَ اور قَ میں۔ ایسے حروف سات ہیں، جن کا مجموعہ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ ہے۔

⑥ اِسْتِفَال :۔ کے معنیٰ نیچے رہنا۔ جن حرفوں میں یہ صفت پائی جائے ان کو مُسْتَفِلَہْ کہتے ہیں۔

اصطلاحی معنیٰ :۔ ان حرفوں کو ادا کرتے وقت زبان کی جڑ کے اکثر حصہ کا تالو کی طرف نہ اٹھنا جس کی وجہ سے یہ حروف باریک ہو جاتے ہیں جیسے سَوْفَ کے سَ میں۔ حروفِ مُسْتَعْلِیَہ کے سوا باقی حروف مُسْتَفِلَہ ہیں اور یہ دونوں صفتیں بھی ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

⑦ اِطْبَاق :۔ کے معنیٰ چپٹنا ملنا۔ جن حرفوں میں یہ صفت پائی جائے ان کو مُطْبَقَہْ کہتے ہیں۔

اصطلاحی معنیٰ :۔ ان حرفوں کے ادا کرتے وقت زبان کے بیچ کا تالو سے چمٹ جانا جس کی وجہ سے یہ حروف خوب موٹے ہو جاتے ہیں ـــــ جیسے مُطْمَئِنَّہْ کی طَ میں۔ ایسے حروف چار ہیں۔ صَ، ضَ، طَ، ظَ۔

⑧ اِنْفِتَاح :ـــــ کے معنیٰ کھلنا۔ جن حرفوں میں یہ صفت پائی جائے ان کو مُنْفَتِحَہْ کہتے ہیں۔

اصطلاحی معنیٰ :ـــــ ان حرفوں کے ادا کرتے وقت زبان کے بیچ کا تالو سے جدا رہنا۔ خواہ زبان کی جڑ تالو سے لگے جیسے وَقُرٌ کے قَ میں لگ جاتی ہے۔ خواہ نہ لگے۔ جیسے فَاصْبِرْ کی بَ میں۔ حروف مُطْبَقَہْ کے سوا باقی حروف مُنْفَتِحَہْ ہیں اور یہ دونوں صفتیں اطباق وانفتاح بھی ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

⑨ اذلاق :۔ ۔ کے معنیٰ تیز کرنا۔ جن حرفوں میں یہ صفت پائی جائے انکو

مُذْلَقَۃ کہتے ہیں۔

اصطلاحی معنی :۔۔۔ ان حرفوں کا زبان اور ہونٹوں کے کنارے سے آسانی اور جلدی سے ادا ہونا۔ جیسے یَعْلَمُ کا مِیْم۔ ایسے حروف چھ ہیں۔ جن کا مجموعہ فَرَّ مِنْ لُبٍّ ہے۔

(۱۰) اِصمات :۔ کے معنی خاموش کرنا۔ جن حرفوں میں یہ صفت پائی جائے ان کو مُصْمَتَہ کہتے ہیں۔

اصطلاحی معنی :۔۔۔ ان حرفوں کا اپنے مخرج سے مضبوطی اور جماؤ سے ادا ہونا، آسانی اور جلدی سے ادا نہ ہونا۔ جیسے مَالِكِ کا كِ، حروفِ مذلقہ کے سوا باقی حروف مُصْمَتَہ ہیں۔ اور یہ دونوں صفتیں اذلاق اور اصمات بھی ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

صفاتِ غیر متضادّہ

(۱) صفیر :۔ کے معنی سیٹی۔ جن حرفوں میں یہ صفت پائی جائے ان کو حروفِ صَفِیْر کہتے ہیں۔

اصطلاحی معنی :۔۔۔ ان حرفوں کے ادا کرتے وقت سیٹی کی طرح تیز آواز نکالنا۔ ایسے حروف تین ہیں۔ زَ، سَ، صَ۔

(۲) قلقلہ :۔ کے معنی حرکت دینا، جن حرفوں میں یہ صفت پائی جائے ان کو حروفِ قَلْقَلَہ اور حروفِ مُقَلْقَلَہ کہتے ہیں۔

اصطلاحی معنی :۔۔۔ ان حرفوں کے ادا کرتے وقت ایک لوٹتی ہوئی آواز نکالنا، ایسے حروف پانچ ہیں جن کا مجموعہ قُطْبُ جَدٍّ ہے۔ قلقلہ کے چار درجے ہیں۔ سب سے زیادہ قلقلہ اس وقت ہوتا ہے

جب کہ تشدید والے حروفِ قلقلہ پر وقف کیا جائے جیسے اَحَقُّ۔ اس سے
کم سکونِ وقفی میں جیسے خَلَقَ اس سے کم سکونِ اصلی میں جیسے یَقْطَعُوْنَ
اس سے کم متحرک میں جیسے دَخَلُوْا۔

③ لین :۔۔۔ کے معنی نرم ہونا، جن حرفوں میں یہ صفت پائی جائے
ان کو حروفِ لین کہتے ہیں۔

اصطلاحی معنی :۔۔۔ ان حرفوں کو ان کے مخرج سے ایسی نرمی سے
ادا کرنا کہ اگر ان پر کوئی مد کرنا چاہے تو کر سکے ایسے حروف دو ہیں۔ واؤ ساکن
اور یاء ساکن جب کہ ان سے پہلے زبر ہو۔

④ انحراف :۔۔۔ کے معنی مڑنا، پھرنا جن حرفوں میں یہ صفت پائی
جائے ان کو مُنْحَرِفَہ کہتے ہیں۔

اصطلاحی معنی :۔۔۔ حرف کا اپنے مخرج سے گزر کر دوسرے حرف کے
مخرج تک پہنچ جانا۔ ایسے حروف دو ہیں۔ ل، ر پس لام میں تو آواز حافۂ
لسان سے طرفِ لسان یعنی راء کے مخرج کی طرف مائل ہوتی ہے اور راء
میں آواز طرفِ لسان سے زبان کی پشت کی طرف اور کچھ لام کے مخرج کی طرف
مائل ہوتی ہے۔ اسی صفت کی زیادتی کی وجہ سے بعض بچے راء کو لام بولتے ہیں
اور بعض وقت جلدی میں بڑے بھی۔

⑤ تکرار :۔۔۔ کے معنی لوٹانا۔ ایک مرتبہ سے زیادہ کرنا، یہ صفت صرف راء
میں پائی جاتی ہے، اس کو حرفِ مُکَرَّرَہ کہتے ہیں۔

اصطلاحی معنی :۔۔۔ راء کے ادا کرتے وقت زبان میں لرزہ ہو کر اس کی
ایک ہی آواز کا کئی آوازوں جیسا ہونا۔

تکرار کی دو قسمیں ہیں: ① مشابہتِ تکرار ② حقیقی تکرار

تکرار کی تعریف سے معلوم ہوا کہ یہاں تکرار سے مراد مشابہت تکرار ہے۔ حقیقی تکرار یعنی ایک راء کی دو اور دو کی چار بنانا مراد نہیں ہے۔ حقیقی تکرار سے جہاں تک ہو سکے بچنا چاہیے۔

تکرار سے بچنے کا طریقہ: راء میں تکرار سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ راء کے ادا کرتے وقت پشتِ زبان کے اگلے حصّہ کو (جہاں سے راء نکلتی ہے) تالو میں مضبوطی سے لگایا جائے اس طرح کہ جب تک راء ادا نہ ہو جائے جدا نہ ہو۔

⑥ **تفشّی:** — کے معنی پھیلنا۔ یہ صفت صرف شین میں پائی جاتی ہے اور اس کو حرفِ تَفَشّی یا مُتَفَشّی کہتے ہیں۔

اصطلاحی معنی: شین کے ادا کرتے وقت آواز کا منہ میں پھیلنا۔

⑦ **استطالت:** کے معنی لمبا ہونا۔ یہ صفت صرف ضاد میں پائی جاتی ہے اور اس کو حرف مُسْتَطِیْل کہتے ہیں۔

اصطلاحی معنی: حرف کی آواز کا آہستہ آہستہ دراز ہو کر حافۂ لسان کے شروع والے حصّہ سے حافۂ لسان کے آخری حصّہ تک پہنچ کر لام کے مخرج تک پہنچ جانا۔

فائدہ: حافۂ لسان کے معنی زبان کی کروٹ، زبان کا وہ کنارہ جو ڈاڑھوں سے لگے اس کو حافہ کہتے ہیں۔ حافہ کی دو قسمیں ہیں:

① اقصٰی حافہ ② ادنیٰ حافہ

زبان کی جڑ کے پاس ناجذ کے مقابل جو زبان کا کنارہ ہے۔ اس کو

---

[1] ورنہ ساکن راء میں دو راء اور تشدید والی راء کی چار راء بن جائیں گی جو بالکل غلط ہے۔

اقصیٰ حافہ یا اولِ حافہ یا حافہ کا شروع والا حصہ کہتے ہیں، اور ضاحک کے مقابل جو زبان کا کنارہ ہے اس کو ادنیٰ حافہ یا آخرِ حافہ یا حافہ کا آخر والا حصہ کہتے ہیں۔

صفاتِ قویّہ اور ضعیفہ

صفات کی دو قسمیں ہیں قوی اور ضعیف

صفاتِ متضادہ میں سے پانچ صفتیں قوی ہیں۔

جہر ، شدّت ، استعلاء ، اطباق ، اصمات

اور غیر متضادہ میں لین کے علاوہ سب قوی ہیں، پس قوی صفات کل گیارہ ہوئیں. جہر، شدت، استعلاء، اطباق، اصمات، صفیر، قلقلہ انحراف، تکرار، تفشی، استطالت۔

اور ضعیف صفات سات ہوئیں: ہمس ، رخوہ ، توسّط ، استفال انفتاح ، اذلاق ، لین

پھر قوی صفات میں قوت کے اعتبار سے ترتیب ہے۔

سب سے قوی قلقلہ ہے پھر شدت ، پھر جہر، پھر تفشی، پھر صفیر پھر اطباق، پھر استعلاء. اس کے بعد اصمات، استطالت، تکرار، انحراف ہے. پس ہر حرف میں جتنی صفتیں قوت کی ہوں گی اُتنا ہی حرف قوی ہوگا اور جتنی صفتیں ضعف کی ہوں گی اتنا ہی حرف ضعیف ہوگا۔

حروف کی تقسیم

حروف کی تقسیم دو طرح پر ہے

اوّل، باعتبار قوت وضعف کے، دوم، باعتبار صفات کی تعداد کے

حروف کی باعتبار قوت اور ضعف کے پانچ قسمیں ہیں:

اقویٰ، قوی، متوسّط، ضعیف، اضعف۔

① اقویٰ: وہ حروف ہیں جن میں تمام صفتیں حقیقۃً یا حکماً قوی ہوں۔ ایسے حروف چار ہیں جن کا مجموعہ قَطِّ ضَظ ہے حقیقۃً جیسے طؔ میں۔ حکماً جیسے قؔ، ضؔ، ظؔ میں۔

② قوی: وہ حروف ہیں جن میں زیادہ صفتیں قوی ہوں، ایسے حروف چھ۶ ہیں جن کا مجموعہ صِبْغِ جُدْرٍ ہے۔

③ مُتَوَسِّط: وہ حروف ہیں جن میں دونوں قسم کی صفتیں حقیقۃً یا حکماً برابر ہوں، ایسے حروف آٹھ ہیں جن کا مجموعہ اُخِذُ عِزِّ بَتِث ہے حقیقۃً جیسے رؔا میں۔ حکماً جیسے اُخِذُ عِتْبٍ کے سات حروف میں۔

④ ضعیف: وہ حروف ہیں جن میں زیادہ صفتیں ضعیف ہوں، ایسے حروف پانچ ہیں جن کا مجموعہ لَسٌ، شَوِیٌ ہے۔

⑤ اضعف: وہ حروف ہیں جن میں تمام صفتیں حقیقۃً یا حکماً ضعیف ہوں ایسے حروف چھ۶ ہیں جن کا مجموعہ ثَمَّۃٌ حَفٌ ہے۔ حقیقۃً جیسے فؔ میں حکماً جیسے مَنْ حَثَّہٗ کے پانچ حروف میں۔

صفات کی تعداد کے اعتبار سے حروف کی تین قسمیں ہیں۔

① پانچ صفات والے: ایسے حروف پندرہ۱۵ ہیں۔ جن کا مجموعہ فَحَثَّہٗ خَکَتَ اَسْنَعَ ذَاطَغَ ہے۔ ان میں پانچوں صفتیں متضادہ ہوں گی۔

② چھ صفات والے: ایسے حروف تیرہ۱۳ ہیں، جن کا مجموعہ زَسَص شَلُ وَیَ ضَ۔ قُطُبُ جَدٍ ہے۔ ان میں پانچ صفتیں متضادہ اور ایک غیر متضادہ ہوگی۔

③ سات صفات والے: ایسا حرف ایک ہے ر ا ، اس میں پانچ صفتیں متضادہ اور دو صفتیں غیر متضادہ ہوں گی۔

پانچ سے کم اور سات سے زیادہ صفاتِ لازمہ کسی حرف میں نہیں پائی جاسکتیں۔

صفات کا فائدہ

صفات کے تین فائدے ہیں۔

① ایک مخرج والے حرفوں میں جدائی پیدا کرنا۔

② قوی اور ضعیف حرفوں کی پہچان، اس سے ادغام کرنے اور نہ کرنے میں مدد ملتی ہے۔

③ الگ الگ مخرج والے حرفوں کی ادائیگی میں خوب صورتی پیدا کرنا۔

صفات معلوم کرنے کا طریقہ

کسی بھی حرف کی صفات معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جن صفتوں کے حرفوں کے مجموعے ذکر کیے گئے ہیں پہلے انھیں خوب اچھی طرح یاد کرلو پھر جس حرف کے متعلق یہ معلوم کرنا ہو کہ اس میں کون کون سی صفات ہیں تو ترتیب وار ہر مجموعے کو پڑھو اور دیکھو یہ حرف اُس مجموعے میں ہے یا نہیں، اگر اس مجموعے میں ہے تو اس میں وہی صفت ہوگی اور اگر اس مجموعے میں نہیں ہے تو پھر اس کی ضد ہوگی مثلاً ج کو لے لو دیکھو یہ فَحَثَّہٗ شَخْصٌ سَکَتَ میں نہیں ہے تو جہر اَجِدُ قَطٍ بَکَتْ میں ہے تو شدیدہ۔ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ میں نہیں ہے تو استفال صَطَضَظَ میں نہیں تو انفتاح فَرَّمِنْ لُبِّ میں نہیں ہے تو اصمات قُطْبُ جَدٍ میں ہے تو قلقلہ، پس ج میں چھ صفات ہوگئیں۔ پانچ متضادہ، ایک غیر متضادہ یعنی جہر، شدت، استفال

انفتاح، اصمات، قلقلہ۔ تمام حرفوں میں اگر اسی طرح صفات نکالنے کی مشق کر لی گئی تو تمام حرفوں کی صفات خوب اچھی طرح ذہن نشین ہو جائیں گی۔

فَائِدَہٗ

یہ بات بھی اچھی طرح یاد کر لینی چاہیے کہ کوئی حرف ایسا نہیں ہے جو صفاتِ متضادہ کے سب مجموعوں میں پایا جاتا ہو، البتہ پانچ حروف آ، ذ، ہ، ق، ی ایسے ہیں جو ان مجموعوں میں سے کسی میں بھی نہیں پائے جاتے۔

صفاتِ ممیزہ کا بیان

صفاتِ لازمہ کی اول دو قسمیں ہیں ① متضادہ ② غیر متضادہ
پھر صفاتِ لازمہ متضادہ ہوں یا غیر متضادہ دونوں کی دو قسمیں ہیں۔

① صفاتِ مُمَیِّزَہ ② صفاتِ مشترکہ

صفاتِ ممیزہ کے معنی جدا کرنے والی صفات

صفاتِ ممیزہ: وہ صفات ہیں جن کے ذریعہ ایک مخرج کے دو یا تین حرفوں کا الگ الگ اور جدا ہونا معلوم ہو۔

صفاتِ مشترکہ: وہ صفات ہیں جو ایک مخرج کے تمام حرفوں میں پائی جائیں جیسے ح، ہ میں استفال۔ انفتاح۔ اصمات اور ط، د، ت میں شدت اور اصمات وغیرہ۔

صفاتِ ممیزہ کا فائدہ: تم نے صفات کے تین فائدے یاد کر لیے ہیں جن میں سے پہلا فائدہ "ایک مخرج والے حرفوں میں جدائی پیدا کرنا"، صفاتِ ممیزہ ہی کا ہے یعنی ایک مخرج والے حرفوں کی آوازوں میں فرق صفاتِ ممیزہ ہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اگر صفاتِ ممیّزہ نہ ہوتیں تو حرفوں کی آوازیں سننے میں ایک جیسی ہو جاتیں، جیسا کہ چوپایوں کی آوازیں کہ ان میں کسی حرف کا پتہ نہیں چلتا۔

ایک حرف دوسرے حرف سے چار طریقوں سے ممتاز اور جدا ہوتا ہے۔

① صرف مخرج سے ② صرف صفت سے ③ مخرج اور صفت دونوں سے۔ ④ ماقبل کی حرکت سے۔

پہلا طریقہ ——— مخرج سے جدائی

حروف اگر صفاتِ لازمہ میں مشترک ہوں تو ان میں جدائی مخرج کے ذریعہ ہوتی ہے۔ ایسے حروف بارہ ہیں۔

مَنْ جَدْ حَثَّہْ کَتْ اور الف. واو مدہ ، یائے مدہ

یہ حروف صفات لازمہ میں تو متحد ہیں مگر ان کا مخرج الگ الگ ہے اس لیے ان میں جدائی صرف مخرج سے ہوتی ہے۔

تنبیہ: الف، واو مدہ ، یائے مدہ ان تینوں کا مخرج فرّاء اور سیبویہ کے نزدیک تو الگ الگ ہے ہی، کیوں کہ ان کے نزدیک الف کا مخرج "اقصائے حلق" ہے۔ اور یائے مدہ کا مخرج "زبان کا بیچ اور اوپر کا تالو" اور واو مدہ کا مخرج "دونوں ہونٹ جبکہ پورے نہ ملیں"

رہے خلیل، ان کے نزدیک ان تینوں کا مخرج اگرچہ ایک ہے "جوفِ دہن" لیکن حقیقت میں ان کے نزدیک بھی تینوں حرفوں کا مخرج الگ الگ ہی ہے۔

الف کا مخرج "حلق کا خالی حصّہ" یائے مدہ کا مخرج "منہ کا خالی حصّہ" واو مدہ کا مخرج "دونوں ہونٹوں کا خالی حصّہ" پس ان کے نزدیک بھی ان تینوں حرفوں میں جدائی مخرج ہی سے ہے۔

دوسرا طریقہ ـــــــ صفت سے جدائی

اگر حرفوں کا مخرج ایک ہو تو ان میں جدائی صفات کے ذریعہ ہوتی ہے

ایسے حروف یہ ہیں؛

ءَ ۔ ہَ ـــــ ءَ میں صفاتِ ممیّزہ دو ہیں ۔ جہر اور شدت اور ہَ میں بھی دو ہمس اور رخوہ ـــــــ باقی تین صفات ، استفال ۔ انفتاح اور اصمات میں دونوں مشترک ہیں ۔

عَ ، حَ ـــ عَ میں صفاتِ ممیّزہ دو ہیں ۔ جہر اور توسط اور حَ میں بھی دو ۔ ہمس اور رخوہ ـــــ باقی تین صفات ، استفال ، انفتاح اصمات میں دونوں مشترک ہیں ۔

غَ خَ ـــ غَ میں صفتِ ممیّزہ ایک ہے جہر ـــ اور خَ میں بھی ایک ہمس ـــ باقی چار صفات رخوہ ، استعلاء ، انفتاح ، اصمات میں دونوں مشترک ہیں ۔

ج ـ ش ـــ یائے غیر مدہ

جَ ـ شَ ـــ جَ میں صفاتِ ممیّزہ تین ہیں ۔ جہر ، شدت ، قلقلہ اور شَ میں بھی تین ۔ ہمس ۔ رخوہ ، تفشی ـــــ باقی تین صفات ، استفال انفتاح اصمات میں دونوں مشترک ہیں ۔

جَ یَ ـــ جَ میں صفاتِ ممیّزہ دو ہیں ، شدت اور قلقلہ اور یَ میں بھی دو رخوہ اور لین ۔ باقی چار صفات جہر ، استفال ، انفتاح ، اصمات میں دونوں مشترک ہیں ۔

شَ ـ یَ ـــ شَ میں صفاتِ ممیّزہ دو ہیں تفشی اور ہمس اور یَ میں بھی دو جہر اور لین ـــــ باقی چار صفات رخوہ ۔ استفال ۔ انفتاح ۔ اصمات میں دونوں مشترک ہیں

ط ـــ د ـــ ت

طَ ۔ دَ　طَ میں صفات ممیزہ دؔو ہیں ۔ استعلاء اور اطباق اور دَ میں بھی دؔو استفال اور انفتاح ـــــ باقی چار صفات جہر ۔ شدت ۔ اصمات اور قلقلہ میں دونوں مشترک ہیں ۔

طَ ۔ تَ　طَ میں صفاتِ ممیزہ چار ہیں جہر ۔ استعلاء ۔ اطباق اور قلقلہ اور تَ میں تینؔ ۔ ہمس ۔ استفال ۔ انفتاح ـــــ باقی دو صفات شدت اور اصمات میں دونوں مشترک ہیں ۔

دَ ۔ تَ ـــ دَ میں صفاتِ ممیزہ دؔو ہیں ۔ جہر اور قلقلہ اور تَ میں ایک ہمس ـــــ باقی چار صفات ۔ شدت ۔ استفال ۔ انفتاح اور اصمات میں دونوں مشترک ہیں ۔

ث ـــ ذ ـــ ظ

ث ذ ـــــ ثَ میں صفتِ ممیزہ ایک ہے ہمس اور ذَ میں بھی ایک جہر ـــــ باقی چار صفات رخوہ ۔ استفال ۔ انفتاح ۔ اصمات میں دونوں مشترک ہیں ۔

ث ۔ ظ ـــ ث میں صفاتِ ممیزہ تین ہیں ۔ ہمس ۔ استفال ۔ انفتاح اور ظَ میں بھی تینؔ جہر، استعلاء ۔ اطباق ـــ باقی دو صفات رخوہ اور اصمات میں دونوں مشترک ہیں ۔

ذ ۔ ظ ـــ ذ میں صفات ممیزہ دؔو ہیں استفال ۔ انفتاح اور ظَ میں بھی دؔو ۔ استعلاء اور اطباق ـــــ باقی تین صفات جہر ۔ رخوہ ۔ اصمات میں دونوں مشترک ہیں ۔

ز ـــ س ـــ ص

زَ ۔ سَ ـــــ زَ میں صفتِ ممیزہ ایک ہے جہر اور سَ میں بھی ایک ہمس ـــ باقی پانچ صفات رخوہ ۔ استفال ۔ انفتاح ۔ اصمات ۔ صفیر میں دونوں مشترک ہیں

ز۔ ص ___ ز میں صفاتِ ممیزہ تین ہیں۔ جہر۔ استفال۔ انفتاح اور
ص میں بھی تین ہمس۔ استعلاء۔ اطباق ___ باقی تین صفات رخوہ
اصمات اور صفیر میں دونوں مشترک ہیں۔

س۔ ص ___ س میں صفاتِ ممیزہ دو ہیں۔ استفال۔ انفتاح اور
ص میں بھی دو۔ استعلاء اور اطباق ___ باقی چار صفات ہمس۔ رخوہ
اصمات اور صفیر میں دونوں مشترک ہیں۔

ل ___ ن ___ ر

ان تینوں حرفوں کا مخرج فراء کے نزدیک ایک ہے۔ اس لیے ان کے
نزدیک جدائی صفات ہی سے ہوگی۔

ل۔ ن ___ ل میں صفت ممیزہ ایک ہے، انحراف اور نون میں بھی ایک
غنہ ___ باقی پانچ صفاتِ متضادہ جہر، توسط، استفال۔ انفتاح
اذلاق میں دونوں مشترک ہیں۔

ل۔ ر ___ ر میں صفتِ ممیزہ ایک ہے تکرار جو ل میں نہیں ___
باقی چھ صفات جہر۔ توسط، استفال۔ انفتاح۔ اذلاق۔ انحراف میں
دونوں مشترک ہیں۔

ن۔ ر ___ ن میں صفتِ ممیزہ ایک ہے غنہ اور ر میں دو۔ انحراف
اور تکرار ___ باقی پانچ صفات جہر۔ توسط۔ استفال۔ انفتاح۔ اذلاق
میں دونوں مشترک ہیں۔

فائدہ: خلیل اور سیبویہ کے نزدیک ان تینوں حرفوں کا مخرج الگ الگ
ہے۔ اس لیے ان کے نزدیک ان میں جدائی مخرج سے بھی ہوتی ہے اور صفت
سے بھی۔ جیسا کہ ابھی تیسرے طریقے میں آنے والا ہے۔

ب ـــ م ـــ و غیر مدہ

ب ـ م ـــ ب میں صفات ممیزہ دو ہیں شدت اور قلقلہ اور م میں بھی دو توسط اور غنہ ـــــــ باقی چار صفات جہر۔ استفال، انفتاح اذلاق میں دونوں مشترک ہیں۔

ب ـ و ـــ ب میں صفات ممیزہ تین ہیں۔ شدت۔ اذلاق۔ قلقلہ اور و میں بھی تین۔ رخوہ۔ اصمات اور لین ـــــــ باقی تین صفات جہر۔ استفال، انفتاح میں دونوں مشترک ہیں۔

م ـ و ـــ م میں صفات ممیزہ تین ہیں۔ توسط۔ اذلاق اور غنہ اور و میں بھی تین۔ رخوہ۔ اصمات اور لین ـــــــ باقی تین صفات جہر استفال۔ انفتاح میں دونوں مشترک ہیں۔

فائدہ

ب ـ م ـ و غیر مدہ تینوں کا مخرج تو ایک ہی ہے "دونوں ہونٹ" اور ان میں تمایز صفت سے ہے۔ جیسا کہ معلوم ہوا مگر ان میں ایک طرح سے تمایز مخرج کے ذریعہ بھی ہے کیوں کہ ان کے ادا ہوتے وقت دونوں ہونٹوں کی حالت بدلتی ہے۔ و میں تو دونوں ہونٹ گول ہوتے ہیں اور ب۔ م میں دونوں ہونٹ مل جاتے ہیں پھر ب میں ہونٹوں کی تری کا حصہ ملتا ہے اور میم میں ہونٹوں کی خشکی کا حصہ۔

تیسرا طریقہ : ـــــــ مخرج اور صفت دونوں کے ذریعہ جدائی۔

خلیل اور سیبویہ کے مذہب کے مطابق ضؔ، فؔ، قؔ، کؔ۔ لؔ نؔ، شؔ یہ سات حروف ایسے ہیں کہ ان کا کوئی ہم مخرج نہیں۔ بس ان میں سے ہر ایک دوسرے سے مخرج اور صفت دونوں کے ذریعہ ممتاز ہے۔

چوتھا طریقہ: ــــــــ ماقبل کی حرکت سے جدائی

الف، واؤ مدہ یا ءِ مدہ۔ یہ تین حروف ایسے ہیں جن میں امتیاز دو طریقے سے ہے۔ ① مخرج سے، یہ پہلے طریقہ میں آچکا ہے ② ماقبل کی حرکت سے اسے یہاں بتاتے ہیں ــــــــ پس الف سے پہلے ہمیشہ زبر ہوتا ہے اس لیے اس کو ادا کرتے وقت منہ کھلتا ہے، اور واؤ مدہ سے پہلے پیش۔ اس لیے اس کو ادا کرتے وقت دونوں ہونٹ گول ہوتے ہیں اور یائے مدہ سے پہلے زیر ہوتا ہے۔ اس لیے اس کو ادا کرتے وقت منہ میں پستی ہوتی ہے۔

ایک جیسی آواز والے حروف میں امتیاز

ایک جیسی آواز والے حروف یہ ہیں۔ ث۔ س۔ ذ۔ ز۔ ص۔ ض اور ظ پس ث۔ س اور ذ، ز میں س اور ز کو ادا کرتے وقت صفتِ صفیر کا اور ص۔ س میں ص کو ادا کرتے وقت صفتِ استعلاء کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

ض۔ ظ ــــ ان دونوں حرفوں کا مخرج بھی الگ الگ ہے اور ض میں ایک صفت استطالۃ بھی زائد ہے۔ مگر چوں کہ استطالۃ کے علاوہ باقی صفات میں دونوں مشترک ہیں اس لیے یہ ایک جیسی آواز والے ہو گئے۔ پس ض کو ظ سے ممتاز اور جدا کرنے میں مخرج اور صفتِ استطالۃ کی خاص رعایت رکھنی چاہیے ض کو جب مخرج اور صفت کی پوری رعایت سے ادا کرتے ہیں تو اس کی آواز کچھ ظا کے مشابہ ہوتی ہے نہ کہ خالص ظا۔

ض ایک مستقل حرف ہے نہ یہ ظا ہے نہ دال نہ ظواد۔ نہ دواد نہ ذواد اور نہ ڈواد اس میں بہت لوگ غلطی کرتے ہیں۔ اس لیے کسی معتبر

استاذ سے اس کی مشق کرلینی ضروری ہے۔

تنبیہ

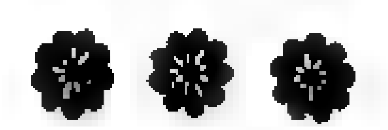
① ہمزہ میں صفت شدت کی وجہ سے سختی ہے اس لیے اس کو خوب مضبوطی سے ادا کریں۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ ناف بھی ہل جائے۔ ناف سے حرفوں کو کوئی تعلق نہیں۔

② فَ، اور ہٓ حروفِ اضعف ہیں دونوں کو نرمی سے ادا کریں مگر اتنی زیادہ نرمی نہ ہو کہ فَ قَ کی طرح اور ہٓ ہمزہ مسہلہ کی طرح ہو جائے اور نہ فَ میں زیادہ ہوا نکالیں۔

③ عَ اور حَ کے ادا کرتے وقت اتنا زور نہ لگائیں کہ گلا گھٹ جائے کیوں کہ ایسا کرنے سے آواز بری ہو جاتی ہے اور ان میں نرمی اور عمدگی نہیں رہتی۔

ضاد کے ادا کرنے کا صحیح طریقہ

ضاد کے ادا کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ پہلے زبان کی کروٹ کو دائیں یا بائیں ڈاڑھوں سے لگائیں پھر زبان کے باقی حصہ کو پھیلا کر صفتِ اطباق ادا کرنے کے لیے تالو سے لگائیں اور زبان کی نوک کو دال اور ظا کے مخرج پر لگنے سے بچائیں۔ پس جب اس طریقے کے موافق زبان لگ چکے تو آواز پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ان شاء اللہ اس طرح ضاد صحیح ادا ہو جائے گا۔



صفاتِ عارضہ کا بیان

صفاتِ لازمہ اور صفاتِ عارضہ میں فرق

(۱) صفاتِ لازمہ میں غلطی کرنا لحنِ جلی ہے اور صفاتِ عارضہ میں غلطی کرنا لحنِ خفی۔

(۲) صفاتِ لازمہ سب حرفوں میں پائی جاتی ہیں اور صفاتِ عارضہ بعض حرفوں میں پائی جاتی ہیں[1] اور بعض میں نہیں۔ اور بعض حرفوں میں بھی بعض حالات میں ہوتی ہیں اور بعض میں نہیں[2]۔

(۳) صفاتِ لازمہ کے پائے جانے کے لیے کسی سبب کی ضرورت نہیں۔ اور صفاتِ عارضہ کے پائے جانے کے لیے کسی نہ کسی سبب کی ضرورت ہوتی ہے[3]۔

تفخیم اور ترقیق

پہلے حصہ اول سے "پُر اور باریک حرفوں کا بیان" یاد کرلیا جائے۔

تفخیم کے معنی: موٹا کرنا یعنی حرف کی آواز سے منہ کو بھر دینا۔

ترقیق کے معنی: باریک کرنا یعنی حرف کی آواز سے منہ کو نہ بھرنا۔

تم نے "پُر اور باریک حرفوں کے بیان" میں پڑھا ہے کہ پُر ہونے والے

---

[1] زیادہ تر صفاتِ عارضہ صرف آٹھ حرفوں میں پائی جاتی ہے جن کا مجموعہ "واری لزمن" ہے۔

[2] جیسے اللہ کا لام اور را کبھی پُر ہوتے ہیں اور کبھی باریک [3] جیسے تفخیم یعنی پُر ہونے کا سبب استعلاء ہے۔ اور ترقیق یعنی باریک ہونے کا سبب استفال ہے۔ یا جیسے ادغام، قلب، اخفاء اور مد وغیرہ صفاتِ عارضہ کا سبب "ایک حرف کا دوسرے حرف کے قریب" ہونا ہے ۱۲

حروف ذٰلِک میں خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ ، الف اللہ کالام اور ر اور
ان میں خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ میں تفخیم صفتِ لازمہ ہے اور الف اللہ کا
لام اور را میں تفخیم صفتِ عارضہ ہے اور ترقیق صفتِ لازمہ۔

پُر ہونے والے حرفوں کے درجے

پُر ہونے میں زیادتی اور کمی کے اعتبار سے ان حرفوں کے نو درجے ہیں۔
جن کی ترتیب اس مجموعے میں ہے نَطْ صَضَظْ قَغْ خَرَّ یعنی سب سے زیادہ پر اللہ
کا لام ہے پھر طَا، پھر ضَاد، پھر ظَا، پھر قاف، پھر غین، پھر خا
پھر را ہے۔ رہا الف سو وہ جس حرف کے بعد ہوگا اسی کے درجے میں پُر ہوگا پس
الف کے پُر ہونے کے بھی نو ہی درجے ہیں۔

تفخیم میں مراتب

(یعنی پُر ہونے کے درجے)

پھر ان نو حرفوں میں سے ہر حرف کے پُر ہونے کے چار درجے ہیں۔

① سب سے زیادہ پُر وہ جس پر زبر ہو اور اس کے بعد الف ہو جیسے طَآلَ
② اس سے کم وہ جس پر زبر ہو اور اس کے بعد الف نہ ہو جیسے اِنْطَلِقُوْا
③ اس سے کم وہ جس پر پیش ہو جیسے مُحِیْطٌ
④ اس سے کم وہ جس پر زیر ہو جیسے بَاطِلٌ

اور ساکن مُفخّم یعنی پُر ہونے والا ساکن حرف ماقبل کی حرکت کے تابع
ہے پس ساکن کے تین درجے ہیں۔

① وہ ساکن جس سے پہلے زبر ہو دوسرے درجے کا پر ہوتا ہے جیسے

یَرْجِعُوْنَ.

② وہ ساکن جس سے پہلے پیش ہو تیسرے درجے کا پُر ہوتا ہے جیسے یُرْجَعُوْنَ.

③ وہ ساکن جس سے پہلے زیر ہو چوتھے درجے کا پُر ہوتا ہے جیسے قِرْطَاسْ قاری کو چاہیے کہ وہ تفخیم کے ان درجوں کا خیال رکھے۔

تنبیہ: الف کے پُر کرنے میں ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اس کی آواز شروع سے آخر تک برابر رہے۔ ایسا نہ ہو کہ شروع میں الف کو پُر کر دیا اور آخر میں آواز پھیلا دی۔

ایسے ہی اگر کسی جگہ پر مد ہو جیسے وَلَا الضَّآلِّیْنَ، قٓ، صٓ وغیرہ تو اس صورت میں بھی الف آخر تک پُر ہی ہو گا، ایسا نہ ہو کہ ایک الف کی مقدار تو پُر کر دیا اور مد کے باقی حصے کو باریک۔ یہ غلطی عام طور پر پائی جاتی ہے۔

فَائِدَہ

① راء ساکن ماقبل متحرک کے قاعدے کے موافق وَنُذُرْ (قمر) کی راء صرف پُر ہونی چاہیے مگر بعض قاریوں نے اس کی راء کو باریک بھی پڑھا ہے کیونکہ اس کے آخر میں یا تھی جو عارضی طور پر حذف کر دی گئی۔ یعنی یہ وَنُذُرِیْ تھا پس کلمہ کی اصل کی طرف اشارہ کرنے کے لیے باریک پڑھا ہے۔ لیکن قاعدہ کے موافق پُر پڑھنا بہتر ہے۔

② راء ساکن ماقبل متحرک کے قاعدے کے موافق فَاَسْرِ، اَنْ اَسْرِ، اِذَا یَسْرِ، اور اَلْجَوَارِ، ان چاروں کلموں کی راء بھی صرف پُر ہی ہونی چاہیے۔ مگر بعض قاریوں نے ان کی راء کو بھی باریک پڑھا ہے کیوں کہ ان چاروں کلموں کے

آخر میں بھی یا تھی جو عارضی طور پر حذف کردی گئی ہے۔ پس کلمہ کی اصل کی طرف اشارہ کرنے کے لیے باریک پڑھا ہے لیکن یہاں بھی قاعدے کے موافق پُر پڑھنا ہی بہتر ہے۔

③ رار ساکن ماقبل متحرک کے قاعدے کے موافق لفظ مِصْر اور عَيْنَ الْقِطْرِ کی رار پر جب وقف کیا جائے تو رآ کو باریک ہونا چاہیے مگر قاریوں نے ان دونوں کی رار کو پُر اور باریک دونوں طرح پڑھا ہے، پُر اس لیے کہ رآر ساکن کے بعد حرفِ مستعلیہ آنے سے جیسے رآر پُر ہوتی ہے ایسے ہی بعض کے نزدیک رار ساکن سے پہلے حرفِ مستعلیہ[۱] آنے سے بھی رآ پُر ہوتی ہے ـــــ اور باریک اس لیے کہ رآ ساکن ماقبل متحرک کا قاعدہ پایا جارہا ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ خود رآر پر جو حرکت ہو اس کا اعتبار کیا جائے۔ پس مِصْرَ[۲] میں پُر پڑھنا بہتر ہے کیوں کہ رار پر زبر ہے اور اَلْقِطْرِ میں باریک پڑھنا بہتر ہے کیوں کہ رآر پر زیر ہے۔

فائدہ: مِصْرًا بقرہ ع میں بھی رار سے پہلے اگرچہ حرفِ مستعلیہ صاد ساکن ہے مگر اس کی رآ کا یہ حکم نہیں ہے۔ بلکہ یہ وقف اور وصل دونوں حالتوں میں پُر ہی پڑھی جائے گی کیوں کہ اس پر دونوں حالتوں میں زبر ہی پڑھا جاتا ہے۔

---

[۱] لیکن اس پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ وَلَا نَاصِرٌ، عَاقِرٌ اور مُنْتَصِرٌ پر جب وقف کیا جائے تو ان کی ساکن رآ کو بھی مِصْر اور اَلْقِطْرِ کی طرح پُر اور باریک دونوں طرح پڑھنا چاہیے۔ کیوں کہ رآ ساکن سے پہلے حرف مستعلیہ آرہا ہے۔ حالاں کہ کسی نے بھی ان کی رار کو پُر نہیں پڑھا ہے۔ جواب یہ ہے کہ رآ ساکن سے پہلے حرف مستعلیہ ساکن ہونا شرط ہے اور ان مثالوں میں حرفِ مستعلیہ مکسور ہے۔ [۲] مِصْر چار جگہ یونس، یوسف، زخرف

ہاءِ ضمیر (ہٖ۔ ہٗ) کا بیان

ہاءِ ضمیر ـــــ وہ ہاء ہے جو کلمے کے آخر میں واحد مذکر غائب کی طرف اشارہ کرنے کے لیے لائی جائے۔

ہاءِ ضمیر کے دو۲ حال ہیں

① اس پر کیا حرکت ہوگی ② اس میں صلہ ہوگا یا عدمِ صلہ

حرکت کا قاعدہ : ـــــ ہاءِ ضمیر پر صرف دو حرکتیں آتی ہیں۔ ضمہ اور کسرہ۔ فتحہ کبھی نہیں آتا ـــــ اور ہاءِ ضمیر کی اصل حرکت ضمہ ہے، کسرہ تو کسی عارض کی وجہ سے آتا ہے۔

حرکت کے دو۲ قاعدے ہیں

① ھاءِ ضمیر سے پہلے کسرہ یا یائے ساکنہ ہو تو ہاءِ ضمیر کی ماقبل کی مناسبت کی وجہ سے مکسور ہوگی جیسے بِہٖ، اِلَیْہِ، فِیْہِ مگر دو جگہ اس قاعدے کے خلاف مضموم ہوگی اصل کی موافقت کی وجہ سے۔

① وَمَآ اَنْسَانِیْہُ (کہف میں) ② عَلَیْہُ اللّٰہَ (فتح میں)

اور دو۲ جگہ ساکن ہوگی ① اَرْجِہْ (اعراف و شوریٰ میں) ② فَاَلْقِہْ اِلَیْہِمْ (نمل میں)

---

[1] اَرْجِہْ اور فَاَلْقِہْ دونوں میں ھاء کا سکون یائے محذوفہ ساکنہ کے قائم مقام ہونے کی وجہ سے ہے کیوں کہ یہ اصل میں اَرْجِیْہِ اور فَاَلْقِیْہِ تھے لامِ کلمہ میں یا حرفِ علت ہے جو امر میں آنے کی وجہ سے گرگئی ھاء اس کی جگہ آگئی پس یاء کا سکون ھاء کو مل گیا۔

(۴) ہائے ضمیر سے پہلے نہ کسرہ ہو اور نہ یائے ساکن تو ہائے ضمیر کی اصل کے موافق مضموم ہوگی جیسے لَهٗ، رَسُوْلُهٗ، مِنْهُ، اَخَاهُ، رَاَيْتُمُوْهُ، مگر ایک جگہ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ (نور میں) اصل کے خلاف مکسور ہوگی۔

صلہ کا قاعدہ

صلہ کے معنیٰ: ـــــــ ہاء کی حرکت کو اتنا کھینچنا جس سے یاء مدہ اور واو مدہ پیدا ہو جائے۔

ہاء ضمیر کی چار صورتیں ہیں جن میں سے صرف ایک صورت میں صلہ ہوتا ہے تین صورتوں میں صلہ نہیں ہوتا۔

(۱) ھاء سے پہلے بھی حرکت ہو اور بعد میں بھی، تو ھاء ضمیر کی کھینچ کر پڑھی جائیگی جیسے مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ، رَسُوْلُهٗ اَحَقُّ۔ مگر ایک جگہ کھینچ کر نہیں پڑھی جائے گی۔ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ۔

(۲) ھاء سے پہلے ساکن ہو اور بعد میں حرکت، جیسے عَنْهُ تَلَهّٰى اس صورت میں صلہ نہیں ہوگا مگر ایک جگہ فِيْهٖ مُهَانًا میں صلہ ہوگا۔

لہ وَيَتَّقْهِ اصل میں وَيَتَّقِيْهِ تھا۔ محلِ شرط میں واقع ہونے کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی ـــــــ قاف تخفیفاً ساکن کر دیا گیا پس چونکہ قاف پر اصل میں کسرہ تھا اس لیے قاعدہ کلیہ کے مطابق ہاء مکسور ہی ہے ہو سکہ اصل کی موافقت کی وجہ سے کھینچ کر نہیں پڑھی جائے گی کیونکہ اس کی اصل يَرْضَاهُ ہے پھر محلِ جزاء میں واقع ہونے کی وجہ سے الف کو حذف کر دیا گیا يَرْضَهُ رہ گیا۔ پس اس میں اصل عدم صلہ ہی تھا ماقبل کے ساکن ہونے کی وجہ سے۔ سہ اس مثال میں ابن کثیر کی طرح امام حفصؒ نے بھی صلہ کیا ہے تاکہ اپنی روایت میں صلہ اور عدم صلہ دونوں لغتیں جمع ہو جائیں ۱۲ منہ

③ ھاسے پہلے حرکت ہو اور بعد میں ساکن جیسے وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ

④ ھاسے پہلے بھی ساکن ہو اور بعد میں بھی جیسے مِنْهُ النَّهَارُ

ان دونوں صورتوں میں بھی صلہ نہیں ہوگا۔

فائدہ: ہائے ضمیر میں صلہ صرف وصل میں ہوتا ہے، وقف میں نہیں کیوں کہ صلہ نام ہے حرکت کے کھینچنے کا اور وقف میں حرف موقوف علیہ ساکن ہوتا ہے۔ پس جب حرکت ہی نہ رہی تو صلہ کیسے ہوگا۔

اور وقف بالرّوم میں اگرچہ آخری حرف ساکن نہیں ہوتا کیوں کہ حرکت کا تہائی حصہ ادا کیا جاتا ہے مگر چوں کہ صلہ شروع ہوتا ہے حرکت کے پورا ادا کرنے کے بعد۔ اس لیے اس صورت میں بھی صلہ نہ ہوگا۔

فائدہ: غَيْرَ مُتَشَابِهٍ (الانعام ع) مَا نَفْقَهُ (ھود ع) لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ (تین جگہ شعراء ع اور مریم ع) لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ (علق) فَوَاكِهُ دو جگہ مومنون ع۔ صٰفّٰتٍ ع، وَانَّهٗ مِنَ الْمُنْكَرِ (لقمان ع) تَوَجَّهَ۔ تصص ع۔ اور اَللّٰهُ وغیرہ کلمات میں جو ھا ہے وہ ضمیر کی نہیں ہے۔ بلکہ کلمہ کا جز ہے اس لیے ان میں صلہ نہیں ہوگا۔

ادغام کا بیان

ادغام کے معنیٰ: ایک چیز کو دوسری چیز میں داخل کرنا۔

ادغام کی تعریف: ایک حرف کو دوسرے حرف میں اس طرح ملا دینا کہ دونوں کا ایک حرف مشدّد ہو جائے اور زبان دونوں کو ایک ہی مرتبہ میں ادا کرے۔

پہلا حرف جو ملایا جاتا ہے اس کو مدغم اور جس میں ملاتے ہیں اس کو مدغم فیہ کہتے ہیں۔

مدغم کے ساکن اور متحرک ہونے کے اعتبار سے ادغام کی دو قسمیں ہیں۔

① ادغامِ صغیر ② ادغامِ کبیر

ادغامِ صغیر: وہ ادغام ہے جس میں پہلا حرف ساکن اور دوسرا متحرک ہو پہلے حرف کا دوسرے میں ادغام کرنا جیسے اَمْ مَّنْ

ادغامِ کبیر: وہ ادغام ہے جس میں پہلا حرف بھی متحرک ہو اور دوسرا بھی پہلے کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کرنا جیسے لَاتَاْمَنَّا۔

محل کے اعتبار سے ادغامِ صغیر کی تین قسمیں ہیں:

① ادغامِ مثلین ② ادغامِ متجانسین ③ ادغامِ متقاربین

ادغامِ مثلین: ایک ہی حرف مکرر ہو، پہلا ساکن دوسرا متحرک ہو، پہلے کا دوسرے میں ادغام کرنا جیسے قَدْ دَّخَلُوْا

ادغامِ متجانسین: ایک مخرج کے دو حرف ہوں، پہلا ساکن دوسرا متحرک ہو۔ پہلے کا دوسرے میں ادغام کرنا۔ جیسے قَدْ تَّبَيَّنَ۔

ادغامِ متقاربین: دو حرف مخرج یا صفت یا دونوں کے اعتبار سے قریب قریب ہوں پہلا ساکن دوسرا متحرک ہو پہلے کا دوسرے میں ادغام کرنا جیسے اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ، مِنْ مَّنْ، قُلْ رَّبِّ۔

کیفیت کے اعتبار سے ادغامِ متجانسین اور متقاربین کی دو قسمیں ہیں۔

ادغامِ تام ——— ادغامِ ناقص

ادغامِ تام: وہ ہے جس میں پہلا حرف دوسرے حرف سے بالکل بدل جائے۔ جیسے قُلْ رَّبِّ۔ مِنْ لَّدُنْهُ۔

پہلی مثال میں ق، ک حرف مخرج کے اعتبار سے قریب قریب ہیں، دوسری مثال میں نون، میم حرف صفت کے اعتبار سے قریب قریب ہیں اور تیسری مثال میں ل، ر مخرج اور صفت دونوں کے اعتبار سے قریب قریب ہیں

ادغام ناقص: ــــ وہ ہے جس میں پہلا حرف دوسرے حرف سے بالکل نہ بدلے بلکہ پہلے حرف کی بھی کچھ صفت باقی رہے جیسے مَنۡ یَّعۡمَلۡ۔

تنبیہ: ــــ مثلین میں ہمیشہ ادغام تام ہوتا ہے اس لیے اس کی دو۲ قسمیں بیان نہیں کی گئی۔

ادغام مثلین کے مواقع

قرآن پاک میں ادغام مثلین کی صرف چودہ۱۴ صورتیں ہیں۔

① باؔ	کا	با	میں	جیسے	اِذۡھَبۡ بِّکِتَابِیۡ
② تاؔ	کا	تا	میں	جیسے	فَمَا رَبِحَتۡ تِّجَارَتُھُمۡ
③ دال	کا	دال	میں	جیسے	قَدۡ دَّخَلُوۡا۔
④ ذال	کا	ذال	میں	جیسے	اِذۡ ذَّھَبَ
⑤ راء	کا	راء	میں	جیسے	وَاذۡکُرۡ رَّبَّکَ
⑥ عین	کا	عین	میں	جیسے	تَسۡتَطِعۡ عَّلَیۡہِ
⑦ فا	کا	فا	میں	جیسے	فَلَا یُسۡرِفۡ فِّی الۡقَتۡلِ
⑧ کاف	کا	کاف	میں	جیسے	یُدۡرِکۡکُّمُ الۡمَوۡتُ
⑨ لام	کا	لام	میں	جیسے	قُلۡ لَّکُمۡ
⑩ میم	کا	میم	میں	جیسے	وَمَا ھُمۡ مِّنۡکُمۡ
⑪ نون	کا	نون	میں	جیسے	مِنۡ نَّبِیٍّ
⑫ واو	کا	واو	میں	جیسے	اَوۡ وَّزَنُوۡھُمۡ
⑬ ھا	کا	ہا	میں	جیسے	اَیۡنَمَا یُوَجِّھۡہُّ
⑭ یا	کا	یا	میں	جیسے	یَدَیَّ۔

فائدہ: بِيَدَىَّ میں اگرچہ دال کے بعد ایک ہی یا لکھی ہوئی ہے لیکن اصل میں دو یا ہیں۔ پہلی یا تثنیہ کی اور دوسری ضمیر متکلم کی۔ مگر دوسری یا چونکہ ایک حرفی کلمہ ہے اس لیے قرآن پاک کے کاتبوں نے تلفظ کا اعتبار کرتے ہوئے ایک ہی یا کے لکھنے پر اکتفا کیا ہے۔

ادغام متجانسین

اجتماعِ متجانسین یعنی ایک مخرج والے دو حرفوں کے جمع ہونے کی قرآن پاک میں آٹھ صورتیں ہیں جن میں سے سات صورتوں میں ادغام متجانسین ہے اور آٹھویں صورت میں ادغام نہیں ہوتا، یعنی فَاصْفَحْ عَنْهُمْ میں۔

ادغام متجانسین کے مواقع

ادغام متجانسین کی سات صورتیں ہیں، چھ صورتیں ادغام تام کی اور ایک صورت ادغام ناقص کی۔

① با	کا	میم	میں	صرف ایک جگہ	جیسے	ارْكَبْ مَّعَنَا
② تا	کا	دال	میں	ہر جگہ	جیسے	اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا
③ تا	کا	طا	میں	ہر جگہ	جیسے	اٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ
④ ثا	کا	ذال	میں	صرف ایک جگہ	جیسے	يَلْهَثْ ذّٰلِكَ (وصل میں)
⑤ دال	کا	تا	میں	ہر جگہ	جیسے	قَدْ تَّبَيَّنَ
⑥ ذال	کا	ظا	میں	ہر جگہ	جیسے	اِذْ ظَّلَمُوْا
⑦ طا	کا	تا	میں	صرف چار جگہ	جیسے	بَسَطْتَّ، اَحَطْتُّ، فَرَّطْتُّ، فَرَّطْتُّمْ

ان میں پہلی چھ صورتوں میں ادغام تام ہے اور ساتویں صورت میں ادغام ناقص

جس کے صرف چار ہی کلمے قرآن پاک میں آئے ہیں۔

فائدہ: پہلی اور چوتھی صورت میں ادغام بطریق شاطبیہ ہے، بطریق جزری ان میں اظہار بھی جائز ہے۔

ادغام متقاربین کے مواقع

ادغام متقاربین کے موقعے آٹھ ہیں، ان میں سے چار موقعے ادغام تام کے ہیں اور دو ناقص کے۔ ایک جگہ مُختلف ہے یعنی ادغام تام اور ادغام ناقص دونوں جائز ہیں اور ایک جگہ مختلف فیہ ہے یعنی بعض اس کو ادغام تام کہتے ہیں اور بعض ادغام ناقص۔

① نون ساکن اور تنوین کا ادغام لام میں جیسے مِنْ لَّدُنْہُ۔ وَیْلٌ لِّکُلِّ۔

② نون ساکن اور تنوین کا ادغام را میں جیسے مِنْ رَّبِّ۔ فِیْ عِیْشَۃٍ رَّاضِیَۃ

③ لام ــــــ کا ادغام را میں جیسے قُلْ رَّبِّ۔

④ لام تعریف کا ادغام لام کے علاوہ تمام حروفِ شمسیہ میں جیسے وَالضُّحٰی وَالشَّمْسِ۔ ان چار موقعوں میں ادغامِ تام ہے۔

⑤ نون ساکن اور تنوین کا ادغام واؤ میں جیسے مِنْ وَّرَاءِ، خَیْرٌ وَّاَبْقٰی

⑥ نون ساکن اور تنوین کا ادغام یا میں جیسے مَنْ یَّعْمَلْ، خَیْرًا یَّرَہٗ

ان دو موقعوں میں ادغام ناقص ہے۔

⑦ قاف کا ادغام کاف میں جیسے اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ

اس میں ادغامِ تام اور ادغامِ ناقص۔ دونوں جائز ہیں مگر خلاف قاعدہ ادغام تام اَوْلیٰ ہے۔

⑧ نون ساکن اور تنوین کا ادغام میم میں جیسے مِنْ مَّنْ۔ خَیْرًا مِّنْہَا۔

اس میں بعض کے نزدیک تو غنّہ مُدغَم کا ہے اور بعض کے نزدیک مدغم فیہ۔

کا پہلی صورت میں ادغامِ ناقص ہے، اور دوسری صورت میں ادغامِ تام۔ مگر یہ اختلاف صرف لفظی ہے، ادائیگی پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔[1]

قاعدہ: قوی حرف کا ادغام ضعیف حرف میں ناقص ہوتا ہے ۔۔ اور ضعیف حرف کا قوی حرف میں ادغام تام، پس اسی قاعدے کی بنا پر طا کا تا میں ادغام، ناقص اور تا کا طا میں ادغام، تام ہوتا ہے۔ جیسا کہ ادغامِ متجانسین کے بیان میں معلوم ہوگیا۔

اسی قاعدے کی وجہ سے اَلَمْ نَخْلُقكُّمْ میں بھی صرف ادغامِ ناقص ہی ہونا چاہیے کیوں کہ قاف قوی اور کاف ضعیف ہے مگر اس میں ادغامِ ناقص اور ادغام تام دونوں جائز ہیں اور خلافِ قاعدہ ادغامِ تام بہتر ہے۔ روایۃً ثابت ہونے کی وجہ سے۔

ادغام کے اسبابْ

اِدغام کے سبب تین ہیں

① تَمَاثُلْ یعنی ایک ہی حرف کا مکرر ہونا

② تَجَانُسْ یعنی دونوں حرفوں کے مخرج کا ایک ہونا

③ تَقَارُبْ یعنی دو حرفوں کا مخرج یا صفت یا مخرج اور صفت دونوں اعتبار سے قریب قریب ہونا۔

پس مثلین میں ادغام کا سبب تَمَاثُلْ ہے اور متجانسین میں تجانُسْ اور متقاربین میں تقارُبْ ہے، سب سے قوی سبب تماثُلْ ہے پھر تجانُسْ پھر تقارُبْ۔

[1] یعنی ادائیگی دونوں صورتوں میں ایک ہی طرح ہوتی ہے

ادغام کی شرط

ادغام کی تین شرطیں ہیں

① مدغم کا ساکن ہونا

② مدغم فیہ کا متحرک ہونا، جیسے اِذْهَبْ بِّكِتٰبِیْ، وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ قُلْ رَّبِّ، پس جِبَاهُهُمْ، اور يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ اور خَلَقَ كُلَّ میں ادغام نہیں ہوگا کیوں کہ ان میں پہلا حرف ساکن نہیں ہے۔

③ روایت سے ثابت ہونا۔

پس اگر کسی جگہ ادغام کا سبب بھی موجود ہو اور ادغام کی پہلی دو شرطیں بھی مگر روایت سے ادغام ثابت نہ ہو تو ادغام نہیں ہوگا جیسے هُمْ فِيهَا، نَخْسِفْ بِهِمُ يَغْلِبْ فَسَوْفَ۔

اِدْغَام کا فائدہ

ادغام کا فائدہ: لفظ کو ہلکا اور آسان بنانا ہے۔ تاکہ زبان پر لفظ بھاری نہ ہو، کیونکہ ادغام میں دو حرفوں کے ادا کرنے کے لیے زبان کو ایک ہی بار حرکت ہوتی ہے۔[1]

پس اگر کسی جگہ ادغام سے لفظ زبان پر بھاری ہو جاتا ہو تو قاعدہ پائے جانے کے باوجود ادغام نہیں کرتے جیسے فَاصْفَحْ عَنْهُمْ میں ح اور ع متجانسین ہیں ادغام ہونا چاہیے۔ مگر پھر بھی ح کا ع میں ادغام نہیں کرتے کیوں کہ ادغام سے لفظ زبان پر بھاری ہو جاتا ہے۔

---

[1] ادغام نہ کرنے کی صورت میں ایک حرف کے بعد پھر اسی حرف یا اس کے مجانس اور متقارب کی ادائیگی زبان کے لیے ثقل اور گرانی کا باعث ہوتی ہے۔ ۱۲ منہ

ادغام کے موانع

ادغام کے موانع دو ہیں

① مثلین و کلمۃ میں ہوں اور مدغم حرفِ مدہ[1] ہو۔

پس فِیْ یَوْمٍ ، قَالُوْا وَهُمْ ، اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ اور اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وغیرہ میں ادغام نہیں ہوگا کیوں کہ ان مثالوں میں مُدغم یعنی پہلی یا اور پہلا واو مدہ ہے۔

② متجانسین اور متقاربین میں مُدغم حرفِ[2] حلقی ہو۔

پس فَاصْفَحْ عَنْهُمْ لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا اور سَبِّحْهُ ، اَفْرِغْ عَلَيْنَا وغیرہ میں ادغام نہیں ہوگا، کیوں کہ ان مثالوں میں مُدغم حرفِ حلقی ہے۔

فائدہ ① حرفِ حلقی کا اپنے مثل میں ادغام ہو سکتا ہے جیسے یُوَجِّهْهُّ کیوں کہ مُدغم کا حرفِ حلقی ہونا متجانسین اور متقاربین میں مانع ہے مثلین میں نہیں

② مثلین میں سے اگر پہلا ساکن ہائے سکتہ ہو جیسے مَالِيَهْ هَلَكَ تو اس میں وصلاً ادغام[3] اور اظہار مع سکتہ دونوں جائز ہیں اور اظہار مع سکتہ بہتر ہے۔

---

[1] اگر مثلین ایک کلمہ میں ہوں گے تو ادغام ضروری ہے جیسے یَلْقَیْ ، یُمْصِرِخِیَّ یہ مانع فسرا اور سیبویہ کے نزدیک ہے کیونکہ انکے نزدیک یا مدہ اور یا متحرک اسی طرح واو مدہ اور واو متحرک دونوں کا مخرج ایک ہے اس لیے مثلین ہوئے اور مثلین میں ادغام اس لیے منع ہے کہ مدہ ہونا حرف کی صفت لازمہ ہے اور ادغام صفت عارضہ، اگر ادغام کریں گے تو صفتِ عارضہ (ادغام) کی وجہ سے صفتِ لازمہ (مدہ ہونا) ختم ہو جائے گی جو صحیح نہیں ہے، رہے خلیل ان کے نزدیک واو مدہ اور غیر مدہ.... اسی طرح یا مدہ اور غیر مدہ مثلین نہیں ہیں کیونکہ دونوں کا مخرج الگ الگ ہے اس لیے ادغام نہیں ہوگا بہر حال انکے نزدیک مثلین میں کوئی مانع نہیں ہے ۱۲ [2] اگر مدغم حرف حلقی ہو تو اس میں ادغام اس لیے منع ہے کہ ادغام کا فائدہ (لفظ کو ادا کرنے میں آسانی ہونا) حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ ادغام سے کلمہ زبان پر بھاری ہو جاتا ہے ۱۲ [3] ادغام کرنے والے ھا کو اصلی کا درجہ دیتے ہیں اور اظہار (باقی صفحہ ۴۷ پر)

③ لام کا ادغام تا میں نہیں ہوتا جیسے فَالْتَقَطَهٗ ، فَالْتَقَمَهٗ کیونکہ لام اور تا نہ مثلین ہیں اور نہ متجانسین و متقاربین۔

④ لام کا ادغام نون میں بھی نہیں[1] ہوتا جیسے قُلْنَا ، قُلْ نَعَمْ ، هَلْ نَدُلُّكُمْ ، بَلْ نَتَّبِعُ وغیرہ۔ کیونکہ وہ حروف یَرْمَلُوْنَ جن میں نون کا ادغام ہوتا ہے ان میں سے نون کے سوا کسی کا بھی نون میں ادغام نہیں ہوتا۔[2]

لام تعریف کا بیان

لام تعریف :- وہ ہے جو عربی میں ناموں کے شروع میں آتا ہے۔

حروف کی دو قسمیں ہیں ، ① حروف قمریہ ② حروف شمسیہ

حروف قمریہ چودہ ہیں جن کا مجموعہ اِبْغِ حَجَّكَ وَخَفْ عَقِيْمَهٗ ہے ان کے علاوہ باقی حروف شمسیہ ہیں۔

لام تعریف کے دو حال ہیں اظہار ——— ادغام

اظہار :- لام تعریف کے بعد اگر حروف قمریہ میں سے کوئی حرف آئے گا تو اظہار ہوگا جیسے اَلْحَقُّ ، اَلْبُخْلُ ، اَلْعَدُوُّ۔

(باقی حاشیہ صفحہ گزشتہ کا) اس لیے کہ یہ ہا زائدہ ہے جو آخری حرف کی حرکت ظاہر کرنے کے لیے لائی گئی ہے اور ادغام اصلی حرفوں میں ہوتا ہے ؁ کیونکہ بغیر سکتہ کے اظہار ناممکن ہے اگر سکتہ نہ کیا گیا تو پھر ادغام ہو جائے گا۔

[1] حالانکہ لام اور نون فراء کے نزدیک متجانسین ہیں اور خلیل کے نزدیک متقاربین ہیں ۱۲ منہ [2] لیکن اس پر یہ شبہ ہے کہ اَلتَّآئِبُوْنَ ، وَالتِّيْنِ وغیرہ میں لام کا ادغام تا میں اور اَلنَّارُ ، اَلنَّاسُ ، اَلنَّجْمُ وغیرہ میں لام کا ادغام نون میں ہو رہا ہے پھر آپ نے یہ کیسے کہہ دیا کہ لام کا ادغام تا اور نون میں نہیں ہوتا۔ جواب یہ ہے کہ لام تعریف کا ادغام تا اور نون میں ہونے کی دو وجہیں ہیں (۱) کثرت استعمال کی وجہ سے، کیونکہ کسی لفظ کا زیادہ استعمال تخفیف کو چاہتا ہے اور ادغام کا مقصد بھی تخفیف یعنی کلمہ کو ہلکا اور آسان بنانا ہی ہے۔ (۲) لام تعریف کا ادغام سبھی حروف شمسیہ میں روایۃً ثابت ہو چکا ہے۔ پس جب روایۃً ادغام ثابت ہے تو پھر اس میں کسی قاعدے اور دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ ۱۲ منہ

ادغام: لام تعریف کے بعد اگر حروفِ شمسیہ میں سے کوئی حرف آئے گا تو ادغام ہوگا۔ جیسے وَالتِّيْنِ ، وَالشَّمْسِ ۔

نیچے لکھی ہوئی صورتوں میں حرفوں کو خوب صاف طور پر الگ الگ ادا کرنا چاہیے

① دو حرف مثلین جمع ہوں اور شرط نہ پائے جانے کی وجہ سے ادغام نہ کیا جائے جیسے اَعْيُنُنَا ، شِرْكِكُمْ ، يُحْيِي ، دَاوٗدَ ۔

② دو حرف متقاربین متصل یا قریب قریب ہوں اور ادغام نہ کیا جائے جیسے ، قَدْ جَآءَ ، قَدْ ضَلُّوْا ، اِذْ تَقُوْلُ ، اِذْ زَيَّنَ ، كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ

③ دو ضعیف حرف جمع ہوں جیسے جِبَاهُهُمْ میں دو ھا یا ایک قوی اور دوسرا ضعیف ہو ، جیسے اِهْدِنَا میں ہمزہ اور ہا ، یا دو پُر ہونے والے حرف متصل یا قریب قریب ہوں جیسے مُضْطَرَّ میں ضاد اور طا اور صَلْصَالٍ میں دو صاد ، یا دو حرف مشدد متصل ، یا قریب قریب ہوں جیسے ذُرِّيَّتَهٗ ، مُطَّهَّرِيْنَ ۔

④ ایسے دو حرف جمع ہوں جن کی آواز ایک جیسی ہو ، جیسے مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ میں ث اور س ۔ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ میں ز اور ذ ۔ اَلَيْسَ الصُّبْحُ میں س اور ص ۔ حَبِطَتْ اور تَطَّلِعُ میں ت اور ط ۔ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ میں ض اور ظ ۔ اِذِ الظّٰلِمُوْنَ میں ذ اور ظ ۔ خَلَقَ كُلَّ اور لَكَ قُصُوْرًا میں ق اور ک

فائدہ : ـــــ يٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ اور نٓ وَالْقَلَمِ میں بطریق شاطبیہ صرف اظہار ہے اور بطریق جزری اظہار و ادغام دونوں جائز ہیں اور دونوں صورتوں میں مد ہوگا ، فرق اتنا ہوگا کہ اظہار کی صورت میں مد لازم حرفی مخفف ہوگا ، اور ادغام کی صورت میں مد لازم حرفی مثقل ۔

◆◆◆◆◆◆◆◆

ادغامِ کبیر

امام حفصؒ کی روایت میں ادغامِ کبیر صرف پانچ جگہ ہے:

① نِعِمَّا ۔۔۔ دو جگہ بقرہ ع ۳۷ و نساء ع ۸ ۔۔۔ کہ یہ اصل میں نِعْمَ مَا دو میم کیساتھ تھا۔
② اَتُحَآجُّوْنِّیْ ۔۔۔ انعام ع ۹ ۔۔۔ کہ یہ اصل میں اَتُحَآجُّوْنَنِیْ دو نون کے ساتھ تھا۔
③ لَاتَاْمَنَّا ۔۔۔ یوسف ع ۲ ۔۔۔ کہ یہ اصل میں لَاتَاْمَنُنَا دو نون کے ساتھ تھا
④ مَکَّنِّیْ ۔۔۔ کہف ع ۱۱ ۔۔۔ کہ یہ اصل میں مَکَّنَنِیْ دو نون کے ساتھ تھا
⑤ تَاْمُرُوْنِّیْٓ ۔۔۔ زمر ع ۷ ۔۔۔ کہ یہ اصل میں تَاْمُرُوْنَنِیْ دو نون کے ساتھ تھا

پہلی جگہ میں پہلے میم کو اور باقی چار جگہ میں پہلے نون کو ساکن کیا پھر پہلے میم اور نون کا دوسرے میم اور نون میں ادغام کر دیا۔

فائدہ: ادغام میں تشدید اگرچہ مدغم فیہ پر لکھی جاتی ہے مگر مشدد مدغم ہوتا ہے نہ کہ مدغم فیہ۔ کیوں کہ دو حرف کی دیر مدغم کی ادا میں ہی ہوتی ہے۔

ادغام اور مشدّد کی تشدید میں فرق

تشدید ادغام میں بھی ہوتی ہے اور مشدّد میں بھی، مگر دونوں کی تشدید میں فرق چار طرح پر ہے۔

① مشدّد میں ایک حرف لکھا جاتا ہے جیسے ھَمَّ وَتَبَّ۔ اور ادغام میں دو جیسے مَنْ یَّعْمَلْ۔

② مشدّد صرف مثلین میں ہوتا ہے اور ادغام مثلین، متجانسین، ۔۔۔ متقاربین تینوں میں ہوتا ہے۔

③ مشدّد میں صرف دوسرے حرف پر وقف کر سکتے ہیں پہلے پر نہیں اور ادغام میں پہلے حرف پر بھی وقف کر سکتے ہیں۔ اور دوسرے پر بھی۔

④ ادائیگی کے اعتبار سے مدغم کی تشدید کچھ کم ہوتی ہے مشدد کی تشدید سے۔

ہمزہ کا بیان

ہمزہ کی دو قسمیں ہیں ——— قطعی ——— وصلی

ہمزہ قطعی :— وہ ہے جو درمیان میں آنے سے نہ گرے۔
ہمزہ وصلی :— وہ ہے جو ابتداء میں باقی رہے اور درمیان میں آنے سے گرجائے۔

کسی لفظ میں دو ہمزہ کے جمع ہونے کی پانچ صورتیں ہیں :

① دونوں ہمزہ متحرک ہوں اور دونوں قطعی۔

اس کا حکم یہ ہے کہ دونوں ہمزہ کو تحقیق سے یعنی خوب صاف صاف ادا کرنا چاہیے جیسے ءَاَنذَرْتَهُمْ ءَاَلِدُ مگر ایک جگہ اس قاعدے کے خلاف ہے یعنی ءَاَعْجَمِیٌّ (۲۴ ویں پارے کے آخر میں) اس کا پہلا ہمزہ تحقیق سے اور دوسرا ہمزہ ذرا نرم کرکے پڑھا جائے گا۔ اس نرم کرکے پڑھنے کو تسہیل کہتے ہیں اور یہ تسہیل واجب ہے۔

② دونوں ہمزہ متحرک ہوں پہلا قطعی استفہامیہ ہو، دوسرا وصلی مفتوح یہ صرف چھ جگہ ہے ءَآلذَّكَرَيْنِ دو جگہ سورۂ انعام میں آلْـٰٔنَ دو جگہ سورۂ یونس میں ءَآللّٰهُ دو جگہ نمل اور یونس میں، یہ اصل میں ءَاَلذَّكَرَيْنِ ءَاَلْـٰٔنَ اور ءَاَللّٰهُ تھے۔

اس کا حکم یہ ہے کہ پہلا ہمزہ تحقیق سے پڑھا جائے گا اور دوسرے ہمزہ میں دو صورتیں جائز ہیں، تسہیل اور ابدال، مگر ابدال بہتر ہے۔

لہ شبہ ہوتا ہے کہ ہمزہ وصلی درمیان میں آنے سے گرجاتا ہے یہاں اس کو (باقی حاشیہ آگے صفحہ پر)

③ دونوں ہمزہ متحرک ہوں، پہلا قطعی استفہامیہ ہو، دوسرا وصلی مکسور۔
یہ صرف سات جگہ ہے ① أَتَّخَذْتُمْ (بقرہ ع) ② أَطَّلَعَ الْغَيْبَ (مریم ع) ③ أَفْتَرَىٰ (سباع) ④ أَصْطَفَى الْبَنَاتِ (صٰفّت ع) ⑤ أَتَّخَذْنٰهُمْ (صٓ ع) ⑥ أَسْتَكْبَرْتَ (صٓ ع) ⑦ أَسْتَغْفَرْتَ (منافقون ع) یہ اصل میں ءَ اِتَّخَذْتُمْ ءَ اِطَّلَعَ، ءَ اِفْتَرَىٰ، ءَ اِصْطَفَىٰ، ءَ اِتَّخَذْنٰهُمْ، ءَ اِسْتَكْبَرْتَ، ءَ اِسْتَغْفَرْتَ تھے۔

اس کا حکم یہ ہے کہ پہلا ہمزہ تحقیق سے پڑھا جائے گا اور دوسرا ہمزہ حذف کردیا جائے گا، کیوں کہ اس میں دونوں ہمزوں کی حرکت جدا جدا ہے پس حذف کردینے سے انشاء اور خبر میں کوئی التباس نہیں ہوتا

④ پہلا ہمزہ متحرک قطعی ہو اور دوسرا ہمزہ ساکن، جیسے أٰمَنَ ـــــ إِيْمَانًا، کہ یہ اصل میں ءَ أْمَنَ، إِئْمَانًا تھے۔

(باقی حاشیہ گزشتہ صفحے کا) کیوں نہیں گرایا گیا۔ جواب یہ ہے کہ ان جگہوں میں حذف کرنے سے انشاء اور خبر میں التباس (دھوکہ) ہو جاتا۔ یعنی یہ پتہ نہ چلتا کہ یہ جملہ انشائیہ ہے یا خبریہ کیوں کہ دونوں ہمزہ پر زبر ہے حذف کرنے سے یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ جو ہمزہ موجود ہے وہ استفہامیہ ہے یا وصلیہ اگر استفہامیہ ہے تو جملہ انشائیہ ہے اور اگر وصلیہ ہے تو جملہ خبریہ ہے اس لیے حذف نہیں کرتے۔ لیکن بہر حال کوئی بھی وجہ ہو ہمزۂ وصلی درمیان میں آنے سے حذف ہوتا ہی ہے اس لیے اس میں تبدیلی کر دیتے ہیں۔ تاکہ خالص ہمزہ نہ رہے۔ تسہیل کرتے ہیں یا ابدال مگر ابدال بہتر ہے۔ کیوں کہ اس میں ہمزۂ وصلی بالکل الف سے بدل گیا گویا ہمزہ حذف ہی ہو گیا۔ ۱۲ منہ

اس کا حکم یہ ہے کہ دوسرے ہمزہ کو پہلے ہمزہ کی حرکت کے موافق حرفِ مد سے بدلنا واجب ہے چاہے وصل کریں یا اسی کلمہ سے ابتدا کریں۔

⑤ پہلا ہمزہ متحرک وصلی ہو اور دوسرا ساکن جیسے اُوْتُمِنَ اِیْتُوْنِیْ، اِیْتِ کہ یہ اصل میں اُؤْتُمِنَ اِئْتُوْنِیْ، اِئْتِ تھے۔

اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اسی کلمہ سے ابتدا کریں تو دوسرے ہمزہ کا پہلے ہمزہ کی حرکت کے موافق حرفِ مد سے بدلنا واجب ہے جیسے اُؤْتُمِنَ سے اُوْتُمِنَ، اِئْتُوْنِیْ سے اِیْتُوْنِیْ اور اِئْتِ سے اِیْتِ

اور اگر ماقبل سے ملا کر پڑھیں تو پھر پہلا ہمزہ حذف ہو جائے گا اور دوسرا ہمزہ پہلے حرف کے ساتھ مل کر تحقیق سے پڑھا جائے گا۔ جیسے اَلَّذِی اؤْتُمِنَ ، قَالَ ائْتُوْنِیْ ، لِقَآءَ نَا ائْتِ۔

ہمزۂ وصلی کی حرکت کا آسان قاعدہ

ہمزۂ وصلی درمیان میں آنے سے تو گر جاتا ہے لیکن ابتدا کرتے وقت اس پر حرکت پڑھی جاتی ہے۔ حرکت پڑھنے میں اکثر غلطی ہو جاتی ہے اس لیے ہمزۂ وصلی کی حرکت کا قاعدہ جان لینا ضروری ہے۔

ہمزۂ وصلی کی چار صورتیں ہیں

① الف لام کا ہمزہ ——— اس پر ہر جگہ زبر آتا ہے جیسے اَللّٰہُ اَلْحَمْدُ ، اَلَّذِیْنَ ، اَلْیَوْمَ۔

② وہ ہمزہ جس کے بعد تشدید والا حرف ہو اس پر ہر جگہ زیر آتا ہے ——— جیسے اِتَّقُوْا ، اِتَّقٰی ، اِتَّقَیْتُنَّ۔ البتہ ایک لفظ اس قاعدے کے ماتحت نہیں آتا۔ یعنی اَلَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا (بقرہ ع۲۰) میں اُتُّبِعُوْا ہمزہ کے ضمہ سے

پڑھا جائے گا۔

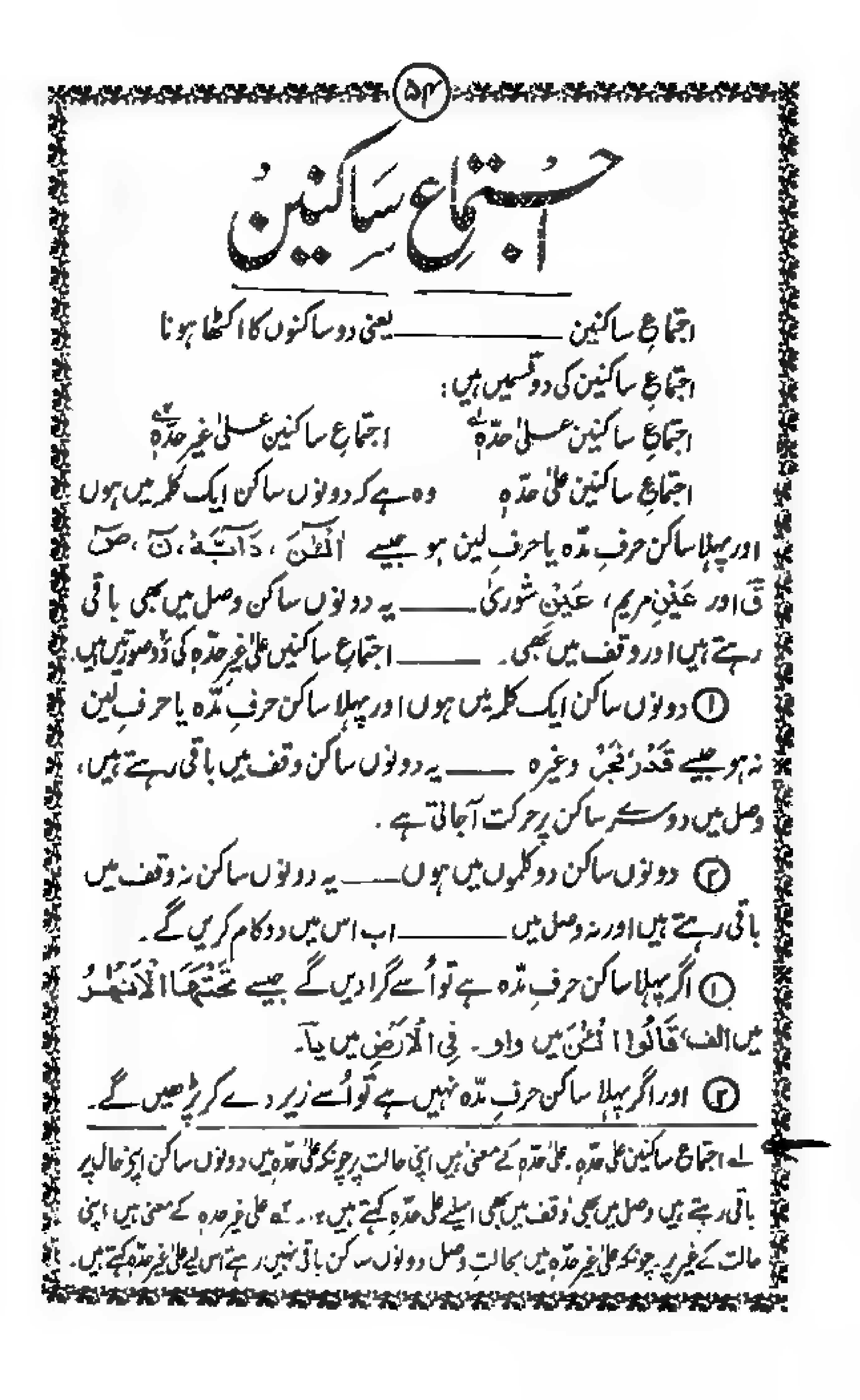
③ وہ ہمزہ جس کے بعد حرف ساکن ہو اور اسکے بعد والے حرف پر زبر یا زیر ہو اس پر ہر جگہ زیر آتا ہے جیسے اِهْدِنَا، اِفْتَحْ، اِبْنَتَ، اِمْرِئٍ۔

④ وہ ہمزہ جس کے بعد حرف ساکن ہو اور اس کے بعد والے حرف پر پیش ہو، اس پر ہر جگہ پیش آتا ہے جیسے اُقْتُلُوْا، اُجْتُثَّتْ، اُؤْتُمِنَ وغیرہ۔
البتہ سات کلمے اس قاعدے کے تحت نہیں آتے

① اِمْرُؤٌا ② اِمْشُوْا ③ اِیْتُوْا ④ اِبْنُ
⑤ اِسْمُهٗ، اِسْمُهٗ ⑥ اِقْضُوْا ⑦ اِبْنُوْا

ان میں ہمزہ پر ہر جگہ زیر آتا ہے۔

فائدہ: حروف حلقی اکیلے اکیلے آئیں جیسے بَأْسٌ، مَهْدًا، وَعْدًا بِالْحَقِّ۔ یا دو تین حروف حلقی ایک ساتھ آئیں جیسے فَسَبِّحْهُ میں حا اور ہا۔ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ میں حا اور عین اَعُوْذُ میں ہمزہ اور عین۔ اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ میں ہا۔ عین ہا، اَللّٰهُ اَحَدٌ میں ہا ہمزہ، حا ــــ یا ایک ہی حرف حلقی مکرر آئے جیسے طُبِعَ عَلٰی میں دو عین۔ ءَاَنْذَرْتَهُمْ میں دو ہمزہ۔ جِبَاهُهُمْ میں دو ہا یا حرف حلقی مشدد آئے جیسے سَحَّارٍ، یُدَعُّوْنَ۔ مَهَّدْتُّ ــــ یا حرف حلقی اور حرف مدہ ایک ساتھ آئیں جیسے فَاعِلِیْنَ میں الف، دو عین عَلٰی اَعْقَابِکُمْ میں الف ہمزہ، عین عَاهَدَ میں عین الف۔ ہا۔ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ میں یا مدہ اور عین ـ تو ہر ایک کو خوب صاف صاف اور ایک دوسرے سے ممتاز کر کے ادا کرنا چاہیے۔



اجتماعِ ساکنین

اجتماعِ ساکنین ———— یعنی دو ساکنوں کا اکٹھا ہونا

اجتماعِ ساکنین کی دو قسمیں ہیں:

اجتماعِ ساکنین علیٰ حدّہٖ[1]　　　اجتماعِ ساکنین علیٰ غیر حدّہٖ[2]

اجتماعِ ساکنین علیٰ حدّہٖ　　وہ ہے کہ دونوں ساکن ایک کلمہ میں ہوں اور پہلا ساکن حرفِ مدّہ یا حرفِ لین ہو جیسے اَلْٰٓـٰٔنَ ، دَآبَّۃٌ ، نٓ ، صٓ ، قٓ اور عٓیٓنٓ مریم ، عٓیٓنٓ شوریٰ ———— یہ دونوں ساکن وصل میں بھی باقی رہتے ہیں اور وقف میں بھی۔ ———— اجتماعِ ساکنین علیٰ غیر حدّہٖ کی دو صورتیں ہیں۔

① دونوں ساکن ایک کلمہ میں ہوں اور پہلا ساکن حرفِ مدّہ یا حرفِ لین نہ ہو جیسے قَدْرْ فَجْرْ وغیرہ ———— یہ دونوں ساکن وقف میں باقی رہتے ہیں، وصل میں دوسرے ساکن پر حرکت آجاتی ہے۔

② دونوں ساکن دو کلموں میں ہوں ———— یہ دونوں ساکن نہ وقف میں باقی رہتے ہیں اور نہ وصل میں ———— اب اس میں دو کام کریں گے۔

① اگر پہلا ساکن حرفِ مدّہ ہے تو اُسے گرا دیں گے جیسے تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ میں الف، قَالُوا الْئٰنَ میں واو۔ فِی الْاَرْضِ میں یا۔

② اور اگر پہلا ساکن حرفِ مدّہ نہیں ہے تو اُسے زیر دے کر پڑھیں گے۔

---

[1] اجتماعِ ساکنین علیٰ حدّہٖ۔ علیٰ حدّہٖ کے معنی ہیں اپنی حالت پر چونکہ علیٰ حدّہٖ میں دونوں ساکن اپنی حالت پر باقی رہتے ہیں وصل میں بھی وقف میں بھی اسلئے علیٰ حدّہٖ کہتے ہیں۔ [2] علیٰ غیر حدّہٖ کے معنی ہیں اپنی حالت کے غیر پر۔ چونکہ علیٰ غیر حدّہٖ میں بحالتِ وصل دونوں ساکن باقی نہیں رہتے اس لیے علیٰ غیر حدّہٖ کہتے ہیں۔

جیسے لَقَدِاسْتُهْزِئَ میں دال پر، اور اَنْذِرِالنَّاس میں راء پر،   البتہ چار مثالیں اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں، دو مثالوں میں پیش دیا جائے گا اور دو میں زبر۔

① میم جمع یعنی کُمْ، ھُمْ، تُمْ کے میم کو پیش دیا جائے گا جیسے عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ عَلَیْھِمُ الْقِتَالُ، اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ۔

② واو لین کو بھی جب کہ اس کے بعد الف لام تعریف کا ہو پیش دیا جائے گا جیسے وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ، وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ، وَلَاتَنْسَوُا الْفَضْلَ

③ مِنْ حرف جار کے نون کو زبر دیا جائے گا جیسے مِنَ اللّٰہِ، مِنَ النَّاسِ

④ الٓمّٓ اللّٰہ میں دوسرے میم کو بھی زبر دیا جائے گا، اور یہ قرآن پاک میں صرف ایک جگہ ہے سورۂ آل عمران کے شروع میں۔

تنبیہ: الٓمّٓ اللّٰہ میں میم کو زبر پڑھتے وقت اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ میم کا دوسرا میم مشدد نہ ہو جائے جیسا کہ بعض یا کے بعد والے میم کو مشدد کر کے مِیمَّ اللّٰہُ پڑھتے ہیں، یہ بالکل غلط ہے۔ بلکہ میمَ اللّٰہُ پڑھنا چاہیے

فائدہ: الٓمّٓ اللّٰہُ کی میم پر وصل میں جب زبر پڑھا جائے گا تو اس وقت میم میں طول اور قصر دونوں جائز ہیں، طول اس لیے کہ اصل میں مد لازم ہے اور حرکت تو عارضی ہے، اور قصر اس لیے کہ وصل میں حرکت آگئی ہے عارضی ہی سہی۔

حرکات اور سکون کی اَدَائیگی کا طریقہ

جس طرح قرآن پاک کے حروف کو صحیح پڑھنا ضروری ہے۔ اسی طرح ان کی حرکات اور سکون کا صحیح ادا کرنا بھی ضروری ہے۔

---

[1] جس واؤ لین کے بعد الف لام تعریفی نہ ہو اس کو قاعدے کے موافق زیر ہی دیا جائے گا جیسے وَلَوِاقْتَدٰی، اَوِانْقُصْ، اَوِانْفِرُوْا ۱۲ (حاشیہ کاشف الوقوف)

حرکات : حرکت کی جمع ہے۔ حرکت، حرفِ مدّہ کی نصف مقدار کا نام ہے
یعنی زبر الف کا آدھا۔ پیش واؤ مدّہ کا آدھا اور زیر یا مدّہ کا آدھا ہے

حرکت کی دو قسمیں ہیں : ——— معروف ——— مجہول

معروف حرکت : وہ ہے جو کامل، خالص، عمدہ اور ہلکی ہو۔ جیسے نُوْر

مجہول حرکت : وہ ہے جو ناقص، موٹی اور بھدّی ہو۔ جیسے مُوْر

● قرآن پاک میں کوئی حرکت مجہول نہیں ہے۔ عام طور پر لوگ پیش اور زیر کو مجہول پڑھتے ہیں جو تجوید کے بالکل خلاف ہے[1] ——— حرکات کو معروف ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ زبر میں مُنہ اور آواز کے سیدھا کھلنے کے ساتھ آواز باریک نکلے۔ پیش میں دونوں ہونٹوں کے گول ہونے کے ساتھ آواز باریک نکلے اور زیر میں آواز اور ہونٹوں میں پورے جھکاؤ کے ساتھ آواز باریک نکلے ——— اگر حرکات کو اس طرح ادا نہ کیا بلکہ زبر کے ادا کرتے وقت آواز اور ہونٹوں میں کچھ جھکاؤ ہوگیا تو زبر مشابہ زیر کے اور اگر ہونٹوں میں کچھ گولائی آگئی تو مشابہ پیش کے ہوجائے گا۔ اسی طرح پیش میں کچھ مُنہ اور آواز کے کھلنے سے زبر کا آواز اور ہونٹوں میں کچھ جھکاؤ سے زیر کا اثر آجائے گا۔ اور زیر میں کچھ مُنہ اور آواز کے کھلنے سے زبر کا اور کچھ ہونٹوں کے گول ہونے سے پیش کا اثر آجائے گا ——— پس یہ حرکتیں مرکب ہوجائینگی امام حفصؒ کی روایت میں حرکاتِ مرکبہ نہیں ہیں۔ سب جگہ حرکاتِ مفردہ ہی ہیں۔ اس لیے بہت احتیاط سے خوب ظاہر کرکے ادا کرنی چاہئیں ورنہ کذب فی الروایت لازم آئے گا۔ ——— سکون : حرکت کا نہ ہونا سکون ہے۔ حرکت میں آواز جاری

---

[1] حرکت معروف و مجہول کو استاد سے سنکر محفوظ کرلینا چاہیے۔ حرکات کی آواز کو کسی طریقے سے تحریر میں بیان نہیں کیا جاسکتا ——— یہ نُوْر اور مُوْر حرف معروف و مجہول کی مثالیں ہیں حرکت کی نہیں۔ حرکت معروف و مجہول کو ان مثالوں سے سمجھایا جاسکتا ہے ۱۲ منہ

بجتی ہے اور سکون میں آواز بند ۔۔۔ سکون کی ادائیگی میں دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے ① سکون پورا ادا ہو ، اس طرح پر کہ ساکن حرف کی آواز مخرج میں بند ہو جائے ۔ اس کے بعد ہی دوسرا حرف نکلے ۔ اگر آواز پوری طرح مخرج میں بند نہ ہوئی اور دوسرا حرف ادا کر دیا تو یہ سکون حرکت کے مشابہ ہو جائیگا۔ ② سکون کے ادا کرنے کے بعد فوراً دوسرا حرف ادا ہو ۔ اگر دیر ہو گئی تو یہ سکون سکتہ ہو جائے گا ۔ سکون میں حرکت کا اثر آنا یا سکون کا سکتہ بجانا دونوں ہی صحیح نہیں ہیں۔

تنبیہ: حرکات کو خوب ظاہر کر کے پڑھنا چاہیے ۔ حرکت کو سکون کی طرح اور سکون کو حرکت کی طرح ادا کرنے سے بچنا چاہیے ۔

فائدہ: لَاتَاْمَنَّا یہ اصل میں لَاتَاْمَنُنَا دو نون کے ساتھ تھا ۔ اس کو پڑھنے کے چار طریقے ہیں ۔ دو جائز ہیں اور دو نا جائز ۔

① ادغام مع الاشمام : یعنی نون کو تشدید اور غنہ سے ادا کرتے ہوئے اصل کی طرف اشارہ کرنے کے لیے نون کی پہلی آواز میں ہونٹوں کو گول کر لینا

② اظہار مع الروم : یعنی دو نونوں سے پڑھنا اور پہلے نون کے پیش کو آہستہ میں پڑھنا ، اس صورت میں دوسرے نون پر تشدید نہیں رہتی ، یہ دو طریقے جائز ہیں ۔

③ صرف ادغام : یعنی نون کو تشدید اور غنہ سے پڑھنا ، ہونٹوں کو گول کیے بغیر ۔

④ صرف اظہار : یعنی دو نونوں سے پڑھنا روم کیے بغیر ، یہ دو طریقے جائز نہیں ۔

فائدہ: وَيَبْصُۜطُ پ ۲ بَصْۜطَةً پ ۸ اَلْمُصَۜيْطِرُوْنَ پ ۲۷ بِمُصَيْطِرٍ غاشیہ یہ چار لفظ قرآن پاک میں لکھے ہوئے تو ہیں صاد سے مگر صاد پر چھوٹا سا سین بھی لکھا ہوا ہے ۔ ان کا قاعدہ یہ ہے کہ پہلے دو میں تو سین پڑھا جائے گا اور اَلْمُصَۜيْطِرُوْنَ میں اختیار ہے سین پڑھو یا صاد ۔۔۔ اور بِمُصَيْطِرٍ میں صرف صاد ہی پڑھا جائے گا ۔

سکتہ کلمے کے آخر پر بغیر سانس توڑے آواز بند کر کے اتنی دیر ٹھہرنا جس میں پوری طرح سانس نہ لے سکیں۔

امام حفصؒ کے نزدیک بطریق شاطبیہ چار سکتے واجب ہیں اور بطریق جزری جائز ہیں کہف میں عِوَجًا کے الف پر یٰسٓ میں مِنْ مَّرْقَدِنَا کے الف پر۔ قیٰمۃ میں مَنْ رَاقٍ کے نون پر مطففین میں بَلْ رَانَ کے لام پر ــــــ ان کے علاوہ چار سکتے ائمہ وقف نے مقرر کیے ہیں۔ اعراف میں ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا اور اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا پر، یوسف میں اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا پر، قصص میں یُصْدِرَ الرِّعَآءُ پر۔ ان پر سکتہ روایۃً جائز نہیں۔ البتہ بلالحاظِ روایت جائز ہے۔

فائدہ: سکتہ وقف کے حکم میں ہے۔ اس لیے سکتہ میں بھی متحرک کو ساکن کرنا۔ دو زبر والی تنوین کو الف سے بدلنا۔ ادغام۔ اخفاء وغیرہ نہ کرنا ضروری ہے۔ نیز سکتہ وصل میں واجب ہوتا ہے وقف میں نہیں۔

تنبیہ: سکتہ میں ہمزہ کی طرح جھٹکا یا ھا کی آواز نہ پیدا ہونی چاہیے ورنہ ایک حرف زیادہ ہو کر لحنِ جلی ہو جائے گی۔

ضروری ہدایات

ان تمام قواعد کے یاد کر لینے کے بعد تجوید پڑھنے والے کے لیے مندرجہ ذیل باتوں کا یاد کر لینا بھی ضروری ہے۔

(۱) وقف ہمیشہ رسمِ خط کے موافق کرنا چاہیے یعنی جب کسی کلمہ پر وقف کرو تو اس طرح کرو جس طرح وہ لکھا ہوا ہے اگرچہ وہ دوسری طرح پڑھا جاتا ہو۔ پڑھنے کے موافق وقف نہیں کریں گے۔

- پس اسی قاعدے کی وجہ سے نیچے لکھے ہوئے آٹھ کلمات کا الف اگرچہ

وصل میں نہیں پڑھا جاتا مگر وقف میں پڑھا جائے گا۔

① لفظ اَنَا (اردو میں جس کے معنیٰ "میں" ہے) لیکن اَنَامِلَ، اَنَاسِیَّ اَنَابَ، اَنَابُوْا، اَنَامَ، جَآءَنَا، اَبْنَآءَنَا، نِسَآءَنَا، لِقَآءَنَا وغیرہ۔ میں اَنَا نہیں ہے بلکہ یہ پورے لفظ ہیں اس لیے ان سب کا الف ہر حال میں پڑھا جائے گا۔ ② لٰكِنَّا کہف ع میں ③ الظُّنُوْنَا احزاب ع میں۔ ④ الرَّسُوْلَا ⑤ السَّبِيْلَا دونوں احزاب ع میں ⑥ سَلٰسِلَا ⑦ پہلا قَوَارِيْرَا دونوں دہر ع میں ⑧ فَخُوْرَا اِ۟لَّذِيْنَ، جَمِيْعَا اِ۟لَّذِيْنَ، خَبِيْرَا اِ۟لَّذِيْ جیسے تمام الفاظ میں وہ الف جو نون قطنی سے پہلے لکھا ہوا ہے۔

فائدہ: سَلٰسِلَا میں وقف کے دو طریقے ہیں ① سَلٰسِلْ یعنی وقف موافق وصل ② سَلٰسِلَا یعنی وقف موافق رسم۔

البتہ نیچے لکھے ہوئے دس کلمات پر وقف رسم خط کے موافق نہیں ہوتا۔ وصل کے موافق ہوتا ہے۔ پس ان کے آخر کا الف نہ وصل میں پڑھا جاتا ہے نہ وقف میں۔

① اَوْ يَعْفُوَا	پ	ع	⑥ لِيَرْبُوَا	پ ۲۱	ع
② اَنْ تَبُوْٓءَا	پ	ع	⑦ لِيَبْلُوَا	پ ۲۶	ع
③ لِتَتْلُوَا	پ ۱۳	ع	⑧ نَبْلُوَا	پ ۲۶	ع
④ لَنْ نَّدْعُوَا	پ ۱۵	ع	⑨ ثَمُوْدَا چار جگہ	پ ۱۲	ع
⑤ اَنْ اٰتٰلُوَا	پ	ع	پ ۱۹ ع، پ ع	پ	ع

⑩ قَوَارِيْرَا ثانی پ ۲۹ ع ۱۹

لہ اس لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ (کہف) کے علاوہ اور جگہ لٰكِنَّا کا الف وصل میں پڑھا جائے گا جیسے لٰكِنَّآ اَنْتَ وغیرہ۔

اور چھ جگہ لکھا ہوا ہے لَا اور پڑھا جاتا ہے لَ اس کے آخر کا الف بھی نہ وصل میں پڑھا جاتا ہے اور نہ وقف میں۔

① لَااِلَی اللّٰہِ تُحْشَرُوْنَ	پ۴ ع۸	④ لَااَذْبَحَنَّہٗ	پ۱۹ ع۱۷
② لَااَوْضَعُوْا	پ۱۰ ع۱۳	⑤ لَااِلَی الْجَحِیْمِ	پ۲۳ ع۷
③ لَااتَّبَعْنٰکُمْ	پ۹ ع۱۷	⑥ لَااَنْتُمْ	پ۲۸ ع۵

اور دس کلمات کے درمیان میں بھی الف لکھا ہوا ہے مگر وہ بھی پڑھا نہیں جاتا نہ وقف میں اور نہ وصل میں۔

لکھا ہوا ہے	پڑھا جاتا ہے	لکھا ہوا ہے	پڑھا جاتا ہے
١- اَفَائِنْ	اَفَإِنْ پ۴ ع۶ پ۱۴ ع۳	٦- مَلَائِہٖ	مَلَئِہٖ چھ جگہ پ۹ ع۴ پ۱۱ ع۱۳ پ۱۸ ع۳ پ۲۰ ع۹ پ۲۴ ع۴ پ۲۵ ع۱۳
٢- مِنْ نَّبَائِ	مِنْ نَّبَئِ پ۷ ع۸	٧- مَلَائِھِمْ	مَلَئِھِمْ پ۱۱ ع۱۴
٣- لِشَائٍ	لِشَیْءٍ پ۱۵ ع۱۶	٨- فَلَمَّا اسْتَایْئَسُوْا	فَلَمَّا اسْتَیْئَسُوْا
مائۃ اور ٤- مِائَتَیْنِ۔	مِئَۃٍ اور مِئَتَیْنِ جہاں بھی آئے	٩- وَلَا تَایْئَسُوْا	وَلَا تَیْئَسُوْا پ۱۳ ع۱
٥- وَجِایْءَ	وَجِیْءَ پ۳۰ ع۱۳ اور وَالْفَجْرِ	١٠- لَا یَایْئَسُ	لَا یَیْئَسُ پ۱۳ ع۱

⑨ جیسا کہ پہلے قاعدے میں معلوم ہو چکا کہ وقف ہمیشہ رسم خط کے موافق ہوتا ہے پڑھنے کے موافق نہیں ہوتا۔

اسی طرح وقف اصل کے موافق بھی نہیں ہوتا جیسے کَاَیِّنْ اصل میں کَاَیٍّ یا کے دو زیر کے ساتھ تھا، پس وقف نون ساکن پر کریں گے یعنی کَاَیِّنْ پڑھیں گے لفظ کی اصل کا خیال کرتے ہوئے تنوین کو حذف کر کے یا پر وقف نہیں کریں گے یعنی کَاَیْ نہیں پڑھیں گے کیونکہ وقف ہمیشہ رسم خط کے موافق ہوتا ہے۔

• اسی طرح وَلَيَكُوْنًا اور لَنَسْفَعًا یہ اصل میں وَلَيَكُوْنَنْ اور لَنَسْفَعَنْ نونِ خفیفہ کے ساتھ تھے۔ لیکن قاعدے کے خلاف نونؔ دو زبر کی شکل میں لکھا ہوا ہے پس ان میں دو زبر کی تنوین کو الف سے بدل کر وقف کریں گے یعنی وَلَيَكُوْنَا اور لَنَسْفَعَا پڑھیں گے۔ اصل کا خیال کرتے ہوئے وقف نونؔ پر نہیں کریں گے۔ یعنی وَلَيَكُوْنَنْ اور لَنَسْفَعَنْ نہیں پڑھیں گے کیوں کہ وقف ہمیشہ رسم خط کے موافق ہوتا ہے۔

• اسی طرح فَارْهَبُوْنِ ، فَاتَّقُوْنِ سورۂ بقرہ میں سَوْفَ يُؤْتِ اللّٰه سورۂ نساء میں نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ سورۂ یونس میں مَتَابِ ، عِقَابِ سورۂ رعد میں وَعِيْدِ تین جگہ سورۂ ابراہیم میں وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ سورۂ بنی اسرائیل میں وَيَمْحُ اللّٰهُ سورۂ شوریٰ میں يَدْعُ الدَّاعِ سورۂ قمر میں سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ سورۂ علق میں اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ سورۂ مومنون میں اَيُّهَ السَّاحِرُ سورۂ زخرف میں اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ سورۂ رحمٰن میں۔ یہ اصل میں فَارْهَبُوْنِيْ ، فَاتَّقُوْنِيْ ، يُؤْتِيْ ، نُنْجِيْ ، مَتَابِيْ ، عِقَابِيْ ، وَعِيْدِيْ ، يَدْعُوْ ، يَمْحُوْ ، يَدْعُوْ ، سَنَدْعُوْ ، اَيُّهَا تھے۔ ان کے آخر سے چوں کہ یا، واؤ اور الف محذوف ہیں اس لیے ان پر وقف یا، واؤ، اور الف کے بغیر ہوگا کیوں کہ وقف رسم خط کے موافق ہوتا ہے اصل کے موافق نہیں ہوتا۔

البتہ ایک جگہ اس قاعدے کے خلاف ہے وہاں رسم خط کے موافق وقف نہیں ہوتا بلکہ اصل کے موافق ہوتا ہے، یعنی اگر کسی لفظ کے آخر سے تماثل فی الرسم[1] کی وجہ سے کوئی حرف حذف ہوا ہوگا تو وہاں وقف رسم خط کے موافق نہیں ہوگا۔

---

[1] تماثل فی الرسم کی وجہ سے یعنی دو یا تین حرفوں کا رسم الخط ایک جیسا ہونے کی وجہ سے

بلکہ اصل کے موافق ہوگا جیسے یُحْیِ ، یَسْتَحْیِ ، تَلْوٗ ، لِتَسْتَوٗ ، جَآءَ ، مَآءً ، سَوَآءً ، تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ یہ اصل میں یُحْیِیْ اور یَسْتَحْیِیْ دو یا کیساتھ اور تَلْوٗوٗ ، لِتَسْتَوٗوٗ دو واو کے ساتھ اور جَآ آ دو الف کے ساتھ اور مَآ آ ، سَوَآ آ ، تَرَآ آ ، تین تین الف کے ساتھ تھے پس دو یا میں سے ایک یا اور دو واو میں سے ایک واو ، دو الف میں سے ایک الف اور تین الف میں سے دو الف تماثل فی الرسم کی وجہ سے حذف ہوگئے لیکن وقف میں یہ یا اور واو اور الف پڑھے جائیں گے ، یعنی وقف اصل کے موافق ہوگا رسم خط کے موافق نہیں۔

رفتار کے اعتبار سے قرآن پاک پڑھنے کے تین درجے ہیں:

ترتیل ــــــــ تدویر ــــــــ حدر

ترتیل: آہستہ اور اطمینان سے اور مدوں کو پوری مقدار سے پڑھنا۔
یہ طریقہ عام طور پر جلسوں وغیرہ میں تلاوت کرتے وقت اختیار کیا جاتا ہے

تدویر: حروف اور مدوں کو درمیانی رفتار سے پڑھنا جس میں نہ بہت آہستگی ہو اور نہ بہت تیزی۔
یہ طریقہ عام طور پر نماز میں تلاوت کے وقت اختیار کیا جاتا ہے۔

حدر: تیزی سے پڑھنا اور مدوں کو کم کھینچنا لیکن اتنی تیزی نہ ہو جس سے حروف کے حقوق بھی ادا نہ ہوسکیں۔
یہ طریقہ عام طور پر تراویح میں تلاوت کے وقت اختیار کیا جاتا ہے

تمت بالخیر

❀ ❀ ❀

قاعدہ کلیہ

جب کسی لفظ کو اللّٰہ ۔ اَلْحَمْدُ ۔ اَلَّذِیْنَ ۔ اَلَّتِیْ ۔ بِالْیَوْمِ کے ساتھ یا تقتے میں آنیوالے الفاظ کے ساتھ ملانا چاہو تو ان لفظوں کے شروع کے ہمزہ کو نہ پڑھو، بلکہ دیکھو ہمزہ سے پہلا حرف متحرک ہے یا ساکن اگر پہلے حرف پر ایک حرکت ہے تو اس کو ہمزہ کے بعد والے حرف سے ملا کر پڑھو جیسے نَسْتَعِیْنُ اهْدِنَا ۔ اور اگر پہلا حرف ساکن ہے تو اجتماع ساکنین کے قاعدہ کے موافق دیکھو وہ مدہ ہے یا غیر مدہ، اگر مدہ ہے تو اس کو گرادو اور اس سے پہلے حرف کو ہمزہ کے بعد والے حرف سے ملا کر پڑھو جیسے اَلَّا تَعْدِلُوْا اعْدِلُوْا اور اگر مدہ نہیں ہے تو اس کو کسرہ دے کر پڑھو جیسے نَذِیْرُنِ الَّذِیْ ۔ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ ۔ مگر چار مثالیں اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں جیسا کہ اجتماع ساکنین کے بیان میں معلوم ہوا ۔

وہ الفاظ جن کے شروع کا ہمزہ دوسرے کلمے کے ملنے سے حذف ہو جاتا ہے

پڑھنے کی حالت	پارہ و رکوع	پڑھنے کی حالت	پارہ و رکوع	پڑھنے کی حالت	پارہ و رکوع
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ	سورۂ فاتحہ	فَیْلَانِ انْظُرْ	پ ع	سَبِیْلًا نِ اتَّخَذُوْا	پ ع
نَسْتَعِیْنُ اهْدِنَا	۔	تَلْتَقُوْنِ انْتَهُوْا	پ ع	لَا یَفْقَهُوْنَ الْاٰنَ	پ ع
خَیْرٌ نِ اهْبِطُوْا	پ ع	اَلَّا تَعْدِلُوْا اعْدِلُوْا	پ ع	یُنْفِقُوْنَ اشْتَرَوْا	پ ع
یَعْلَمُوْنَ الْحَقُّ	پ ع	اَلطَّعَامَ اُنْظُرْ	پ ع	یُوَحَّکُوْنَ اتَّخَذُوْا	پ ع
فِی الْقَتْلَی الْحُرُّ	پ ع	عَلِیْمٌ نِ اعْمَلُوْا	پ ع	حَکِیْمٌ نِ انْفِرُوْا	پ ع
اَلظّٰلِمِیْنَ الشَّهْرُ	پ ع	مُشْرِکِیْنَ انْظُرْ	پ ع	مُجْرِمِیْنَ الْمُنٰفِقُوْنَ	پ ع
شَدِیْدُ الْعِقَابِ الْحَجُّ	پ ع	بِهِ انْظُرْ	پ ع	اَلِیْمٌ نِ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ	پ ع
حَکِیْمٌ نِ الطَّلَاقُ	پ ع	بَعْضٍ نِ انْظُرْ	پ ع	اَلْفٰسِقِیْنَ الْاَعْرَابُ	پ ع
هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ	پ ع	مُتَشَابِهٍ نِ انْظُرُوْا	پ ع۱۸	اَلْعَظِیْمُ التَّائِبُوْنَ	پ ع
حَسْبُکَ نِ الشَّیْطٰنُ	پ ع	یَعْلَمُوْنَ اتَّبَعَ	پ ع	مُبِیْنِ نِ اقْتُلُوْا	پ ع
عَذَابَ النَّارِ الصّٰبِرِیْنَ	پ ع	لِلْمُؤْمِنِیْنَ اتَّبِعُوْا	پ ع	اَلْعٰلَمِیْنَ ارْجِعُوْا	پ ع
یَکُوْنَ الْحَقُّ	پ ع	بِرَحْمَةٍ نِ ادْخُلُوْا	پ ع	اَلرّٰحِمِیْنَ اذْهَبُوْا	پ ع
شَهِیْدَانِ الرِّجَالُ	پ ع	اَلْعٰلَمِیْنَ ادْعُوْا	پ ع	وَّعُیُوْنِ نِ ادْخُلُوْهَا	پ ع

پڑھنے کی حالت میں	پارہ میں رکوع	پڑھنے کی حالت	پارہ میں رکوع	پڑھنے کی حالت	پارہ میں رکوع
لِاَنْفُسِہِمْ اُجْتَنِبْہٗ	پ۱۴ ع	تَمْرَحُوْنَ اُرْجِعْ	پ۱۹ ع	لَا تُبْصِرُوْنَ اُصْلَوْهَا	پ۲۶ ع
يَعْلَمُوْنَ اُدْعُ	پ۱۴ ع	مِنَ الْاَمِيْنَ اُسْلُكْ	پ۲۰ ع	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ	
مَشْهُوْرًا نِ اقْرَءْ	پ۱۵ ع	الْعَنْكَبُوْتِ اتَّخَذَتْ	پ۲۰ ع	الرَّحِيْمِ اقْتَرَبَتِ	پ۲۷ ع
مَحْظُوْرًا نِ انْظُرْ	پ۱۵ ع	لِلْمُؤْمِنِيْنَ اُتْلُ	پ۲۱ ع	السَّاعَةُ	
مُشْتَدِرًا نِ الْمَالُ	پ۱۵ ع	السَّبِيْلَ اُدْعُوْهُمْ	پ۲۱ ع	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ	
اَلْعُلٰى الرَّحْمٰنُ	پ۱۶ ع	رَحِيْمَا نِ النَّبِيُّ	پ۲۱ ع	الرَّحِيْمِ الرَّحْمٰنُ	پ۲۷ ع
الْكُبْرٰى اِذْهَبْ	پ۱۶ ع	زَاهِقٌ نِ اعْمَلُوْا	پ۲۲ ع	الْبَيَانَ الشَّمْسُ	پ۲۷ ع
اَخِى اشْدُدْ	پ۱۶ ع	الْاُمُوْرًا نِ اسْتِكْبَارًا	پ۲۲ ع	تُسْقَوْنَ اعْلَمُوْا	پ۲۷ ع
لِنَفْسِى اذْهَبْ	پ۱۶ ع	الْمُرْسَلِيْنَ اتَّبِعُوْا	پ۲۲ ع	الْجَحِيْمِ اعْلَمُوْا	پ۲۷ ع
ذِكْرِى اذْهَبَا	پ۱۶ ع	تُوْعَدُوْنَ اصْلَوْهَا	پ۲۳ ع	يَسْلُوْنَ اتَّخَذُوْا	پ۲۸ ع
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ		تُكَذِّبُوْنَ اُحْشُرُوْا	پ۲۳ ع	الْكٰذِبُوْنَ اسْتَحْوَذَ	پ۲۸ ع
الرَّحِيْمِ اقْتَرَبَ	پ۱۷ ع	يَوْمِ الْحِسَابِ اصْبِرْ	پ۲۳ ع	الْاُمُوْرُ الْمَلِكُ	پ۲۸ ع
حَمِيْمِ نِ الْمَلِكُ	پ۱۷ ع	عَذَابٍ نِ ارْكُضْ	پ۲۳ ع	لَكٰذِبُوْنَ اتَّخَذُوْا	پ۲۸ ع
ذٰلِكُمُ النَّارُ	پ۱۷ ع	اِبْلِيْسَ اسْتَكْبَرَ	پ۲۳ ع	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ	
لَقَدِرُوْنَ ادْفَعْ	پ۱۸ ع	سُوْٓءُ الْعَذَابِ النَّارُ	پ۲۴ ع	الرَّحِيْمِ الْحَاقَّةُ	پ۲۹ ع
تَذَكَّرُوْنَ الزَّانِيَةُ	پ۱۸ ع	تَمْرَحُوْنَ ادْخُلُوْا	پ۲۴ ع	لِلْمُكَذِّبِيْنَ انْطَلِقُوْا	پ۲۹ ع
الْمُؤْمِنِيْنَ الزَّانِىْ	پ۱۸ ع	السَّيِّئَةَ ادْفَعْ	پ۲۴ ع	تُكَذِّبُوْنَ انْطَلِقُوْا	پ۲۹ ع
الْحَقُّ الْمُبِيْنُ الْخَبِيْثٰتُ	پ۱۸ ع	الْقَيِّمَةِ اصْلَوْا	پ۲۵ ع	طُوًى نِ اذْهَبْ	پ۳۰ ع
مِصْبَاحٌ نِ الْمِصْبَاحُ	پ۱۸ ع	مِنْ سَبِيْلٍ نِ اسْتَجِيْبُوْا	پ۲۵ ع	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ	
زُجَاجَةٍ نِ الزُّجَاجَةُ	پ۱۸ ع	لَا يَشْعُرُوْنَ الْاَخِلَّاءُ	پ۲۵ ع	الرَّحِيْمِ اقْرَاْ	پ۳۰ ع
مُّبِيْنًا نِ الْمُلْكُ	پ۱۹ ع	مُسْلِمِيْنَ ادْخُلُوْا	پ۲۵ ع	عَلَقٍ نِ اقْرَاْ	پ۳۰ ع
الْعَرْشِ الرَّحْمٰنُ	پ۱۹ ع	السَّمٰوٰتِ ائْتُوْنِىْ	پ۲۶ ع	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ	
مِنَ الَّذِيْنَ اذْهَبْ	پ۱۹ ع	مُنِيْبِ نِ ادْخُلُوْهَا	پ۲۶ ع	الرَّحِيْمِ الْقَارِعَةُ	پ۳۰ ع

